اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 52
شمارہ نمبر 03
ربیع الاول ۱۴۳۸ھ
دسمبر 2016

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: سرزمین شام میں آگ اور خون کا کھیل ۔ طیارہ حادثہ: عالمی مبلغ خلد بریں کے مسافر جنید جمشید کی المناک جدائی .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- مدارس دینیہ اور پاکستانی معاشرے کیلئے بڑھتے خطرات .... حضرت مولانا سلیم اللہ خان ۵
- حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم آمد اور خطاب .... صاحبزادہ اسامہ سمیع ۱۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۲۵
- بدفالی ایک شرکیہ فعل .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۳۵
- خوفزدہ نیویارک .... جناب اوریا مقبول جان ۳۹
- امریکی یوتھ ایکسچینج پروگرام یا نوجوان نسل کی تباہی .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۴۱
- حلب کے سقوط پر عالم اسلام کا سکوت .... محترمہ عامرہ احسان ۴۷
- دینی علوم کی تدوین واشاعت ڈیجیٹلائزیشن کی تحریک: مکتبہ جبریل .... مولانا محمد یاسر نعمانی ۵۱
- افکار وتاثرات بنام مدیر ...... (خدمتِ قرآن ٹرسٹ، قاری محمد شاہ، جناب اشرف علی مروت) ...... ادارہ ۶۲
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۶۳
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۴

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: 630435- 923 92+
فیکس نمبر: 630922- 923 92+
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور۔
کمپوزنگ: بابر حنیف

616/ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ دسمبر ۲۰۱۶ء

نقش آغاز 	بسم اللہ الرحمن الرحیم 	مولانا راشد الحق سمیع

سرزمینِ شام اور حلب میں آگ اور خون کا کھیل

اے خاصہ خاصان رسلؐ وقت دعا ہے!

سرزمینِ انبیاء شام کے قدیم علمی فکری ،ثقافتی اور تاریخی شہر حلب پر بزور طاقت قبضہ اور تسلط جمانے کے لئے نام نہاد شامی فاشسٹ حکومت اور اس کے فرقہ پرست اتحادی ممالک اور رشیئن افواج نے جس بہیمانہ انداز میں کاروائیاں کی ہیں اور خصوصاً حلب کے شہریوں کے ساتھ جو مظالم برتے ہیں،اس کی مثال گزشتہ دوصدیوں میں نہیں ملتی۔اس پر ہر صاحب دل اور باشعور مسلمان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے تمام انسانیت نواز طبقات کو بھی خون کے آنسو رُلانے پر مجبور کردیا ہے۔روایات میں ملک شام کے بارہ میں آیا ہے کہ سرزمین حشر یعنی قیامت کا میدان شام ہوگا۔چنانچہ درندہ صفت صدر بشار الاسد نے عملاً ہمارے سامنے اپنے معصوم شہریوں پر وقت سے پہلے قیامت ڈھا دی ہے اوراپنے اکثریتی بیگناہ سُنّی شہریوں کا ’’حشر نشر‘‘ کردیا ہے۔

روسی فضائیہ نے آسمان سے بارش کی طرح (بموں اور میزائلوں کی صورت میں) اہل حلب پر مہینوں موت برسائی اور زمین پر درندہ صفت فوجیوں نے گھروں میں گھس کر بے گناہ ہزاروں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا،عورتوں اور بوڑھی خواتین یہاں تک کہ دس سالہ بچیوں کی بھی رداءِ عصمت تار تار کی۔اہل حلب بیچارے تو پہلے ہی داعش وغیرہ کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے تھے اور بدترین مظالم کا شکار تھے،اوپر سے حلب کے سقوط کے بعد رہی سہی کسر ایرانی افواج نے پوری کردی۔مساجد کو جلایا گیا اور دینی مدارس ومساجد میں ڈانس اور انکی بے حرمتی کرکے باقاعدہ ویڈیو جاری کرکے ’’اتحاد بین المسلمین‘‘ کا عملی مظاہرہ اہل حلب اور اہل شام کے ساتھ کیا گیا۔اس سے قبل خالد بن ولیدؓ کے جائے مدفن تاریخی شہر حمص کی بھی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی۔

شام گزشتہ چھ سال سے آگ وخون کے آتش فشاں میں جل رہا ہے اور پورا عالم اسلام بشمول عالم عرب کے یہ سب کچھ ڈھٹائی کے ساتھ صم بکم بنا دیکھ رہا ہے لیکن ان کے تنِ مردہ میں کوئی غیرت اور حمیت کی چنگاری نہیں اُٹھتی۔دوسری جانب مسلک کی بنیاد پر عراق ،ایران اور لبنان کی حکومتیں شام کی شیعہ کمیونسٹ حکومت کو بچانے کے لئے پوری ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں اورانہیں اِن چنگیزی مظالم پر

کوئی شرم اور کوئی افسوس نہیں ہو رہا اور وہ دیگر سنی ممالک کو بھی کھلم کھلا چیلنج کر رہے ہیں۔

انسانی حقوق کی تنظیمیں بار بار چلا رہی ہیں کہ لبنان کی شیعہ ملیشیا حزب اللہ ایران اور شامی فوج مل کر حلب کے بے گناہ ، نہتے معصوم شہریوں کے اجتماعی قتل عام اور نسل کشی میں مصروف عمل ہے، شامی اپوزیشن کی نمائندہ عسکری تنظیم جیش الحُر کے قانونی مشیر اُسامہ ابو زید نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ حلب کے شہریوں کو اسدی فوج کی دہشت گردی سے تحفظ دلانے میں اپنا کردار ادا کرے۔ مسلمان تو کیا خود اقوام متحدہ کے مندوب برائے انسانی حقوق نے حلب میں جنگی جرائم کے ارتکاب پر شام اور روس کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا، برطانوی اخبار 'دی گارڈین' نے حلب کو دنیا کا سب سے بڑا اجتماعی قبرستان قرار دیا۔ حلب میں انسان نما وحشی درندوں کے ہاتھوں انسانیت کا بے رحمانہ اور ظالمانہ شکار جاری ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ عالم اسلام کی تمام برسر اقتدار قیادت خاموش اور محو تماشائی بنی ہوئی ہے اور مسلسل مغرب کی طرف سے کسی فیصلے کے منتظر ہیں، حالانکہ مغرب کی پالیسی ابتداء سے یہی رہی ہے کہ شام کی جنگ کبھی ختم نہ ہو، بحران اور المیہ برقرار رہے اور شام کے زخموں سے چور بدن سے فلسطین اور کشمیر کی طرح مستقل لہو رِستا رہے، مغرب کی اس منافقانہ پالیسی اور در پردہ اس خونریز کارروائیوں کو سپورٹ کرنے کی وجہ سے اب تک تیس لاکھ سے زائد شامی باشندے اندرون و بیرون ملک در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں جبکہ لاکھوں لوگ بے گناہ مارے گئے ہیں۔ اب یہ وقت کی ضرورت ہے کہ عالم اسلام کی سیاسی، مذہبی اور عسکری قیادت متفق اور متحد ہو کر خوابِ خرگوش سے جاگیں اور ان معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں پر ترس کھا کر ٹھوس اور جراتمندانہ موقف اختیار کریں وگرنہ خدانخواستہ یہ آگ دن بدن پھیلتی جائے گی اور دیگر مسلمان ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔

بدقسمت شام میں عرب وعجم کی روایتی لڑائی بھی ہو رہی ہے اور امریکہ و روس بھی پرانی دشمنی کی رنجش اور مفادات کا ''کھیل'' کھیل رہے ہیں، رہی سہی کسر داعش کے انتہا پسندوں نے پوری کر دی اور اہلِ شام کی پرامن سیاسی جدوجہد اور چالیس سالہ مسلط بشار الاسد (وحافظ الاسد) کے خلاف جاری مزاحمت کو اپنی کارروائیوں کے ذریعے بُری طرح مکس کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا پر اہل حلب کے معصوم شہریوں کے قتل عام کی ویڈیوز اور تصاویر دیکھنے کیلئے فولاد کا دل اور پتھر کی آنکھیں چاہئیں۔ اعصاب شکن اور خونچکاں مناظر نے اسرائیلی مظالم کو مات دے دی ہے۔ (۱۹۹۷ء میں راقم نے دمشق میں چند دن بتائے تھے اور تاریخی شہر حلب میں بھی دو راتیں گزاریں تھیں، عظیم تاریخی اور گنجان آباد شہر کی موجودہ تصاویر دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ ہوسِ اقتدار کی خاطر اپنے ہی حکمران کے ہاتھوں سارا ملک اور خصوصاً حلب کو کھنڈر بنا دیا گیا) فیا للعجب

طیارہ حادثہ: عالمی مبلغ خلد بریں کے مسافر جنید جمشید کی المناک جدائی

سال 2016 جاتے جاتے ایک زخم اور دے گیا، پاکستان مسلسل آزمائشوں اور تکالیف سے گزر رہا ہے، خصوصاً دسمبر کا مہینہ جاتے جاتے ایک بار پھر پورے پاکستانیوں کو سوگوار کر گیا، چترال سے اسلام آباد جانے والی پی آئی اے کی پرواز نے حویلیاں کے مقام پر ایک اور دُکھوں کی داستان رقم کر دی۔ جس میں ۴۷ افراد شہید ہوئے، خواتین اور بچے، جوان، سرکاری وغیر سرکاری سب چل بسے۔ یقیناً سب شہادت کی مرتبے پر فائز ہوئے، مگر تبلیغ کے سلسلے میں چترال جانے والے مبلغ جنید جمشید جیسی ہر دلعزیز شخصیت نے صرف پاکستانیوں کو نہیں بلکہ دنیا بھر میں اپنے چاہنے والوں کو اکیلا چھوڑ دیا اور یوں اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صحابی نعت خواں حسان بن ثابتؓ کی طرح عشقِ رسول میں فنا ثناء خوانِ نبوت، عاشقِ زار جنید جمشید بھی دید کا ''بھکاری بن کے'' اپنے رب کی چوکھٹ اور اپنے محبوب کے دربار میں سرخرو ہو کر پہنچ گئے__ جنید جمشید مرحوم ملی نغمہ ''دل دل پاکستان'' اور موسیقی سے شہرت پانے والے اور شہرت و جوانی کے عروج میں حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ کی صحبتوں سے فیضیاب ہو کر جلد ہی اللہ کی معرفت کا راز پا گئے۔ بے شمار حمدیہ، نعتیہ، البم ریلیز کیے، کبھی میرا دل بدل دے، تو کبھی الٰہی تیری چوکھٹ پہ اور کبھی فرشتو یہ دے دو پیغام انؐ کو...... اکثر گنگناہٹ کی صورت میں زبان پر رہتے۔

ان کا نماز جنازہ کراچی کے ایک بڑے اسٹیڈیم میں مولانا طارق جمیل کی امامت میں ادا کیا گیا، بعد ازاں مرحوم کا جسدِ خاکی تدفین کے لئے مشہور دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی لے جایا گیا اور لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں انہیں ۱۵ دسمبر ۲۰۱۶ء کو سپردِ خاک کیا گیا۔ ان کے جنازہ میں ہزاروں انسانوں کی والہانہ آمد اور بے تابانہ عقیدت وشرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ مرحوم کی زندگی اور موت دونوں عنداللہ مقبول ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ امین

طیارہ فضا میں بلند ہوا تو وہ نعت جو آپ ہمیشہ پڑھتے رہے، اس نعت کے مصداق ان کا نصیب بھی بلندی پہ آ گیا، ہمیں یقین ہے کہ فرشتوں نے آقا کریمؐ کو خادم سعید کے آنے کا پیغام ضرور دیا ہوگا اور میرے آقاؐ نے آگے بڑھ کے اپنے مبلغ، ثناء خوانِ مدینہ اور اپنے عاشق حقیقی کا استقبال کیا ہوگا۔

اے بلبلِ خوش نوا !الوداع الوداع — سوئے جنت چلا ہے وہ نغمہ سرا
لے کے نذرانہِ نعت و حمد و ثنا — رب کے دربار میں رب کا پیارا بندہ
موت بھی خوب پائی بحکم خدا — تو شہیدوں میں شامل ہوا مرحبا
رب نے تجھکو کیا رتبہ ارفع عطا — باغ جنت میں ہوگا تیرا آشیاں

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ*

مدارس دِینیہ اور پاکستانی معاشرے کیلئے بڑھتے خطرات

پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی رپورٹ ۲۰۱۶ء کا ایک جائزہ

ایک چشم کشا رپورٹ جس میں اصلاح کا لبادہ اوڑھے ہوئے
مصلحین کے نقاب سے پردہ ہٹایا گیا ہے۔

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم!

۲۰۰۱ء میں نائن الیون کے بعد امریکا عالم اسلام پر ایک بپھرے ہوئے ریچھ کی طرح حملہ آور ہوا۔ اس نے یکے بعد دیگرے مسلم خطوں میں بالواسطہ اور بلاواسطہ حملوں کا آغاز کیا۔ افغانستان، عراق، لیبیا اورشام وغیرہ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔ یہ عسکری حملے تھے اوران کی وجہ سے عالم اسلام کا بہت بڑا خطہ متاثر ہوا۔ ایک طرف تو یہ ہوا؛ دوسری طرف امریکی پالیسی سازوں نے پاکستان جیسے ملکوں کے لیے بھی منصوبہ تیار کیا۔ اس پلان کا مرکزی نکتہ مسلم دانش وروں، مذہبی رہنماؤں اور مسلم معاشروں کے دل و دماغ کی تبدیلی کا کام تھا۔ اس نے براہ راست لیکن ذرا محتاط اَنداز میں مسلمانوں کے عقائد ونظریات میں نقب لگانے کے لیے ''انٹرفیتھ ڈائیلاگ'' (مکالمہ بین المذاہب) کا آغاز کیا۔ ''ہیومن رائٹس'' (انسانی حقوق) کو میٹھی گولی میں سموکر پیش کیا۔ عدم تشدد، برداشت، رَواداری، آزادی، مساوات اور ترقی جیسے بظاہر بے ضررنظریات کو باقاعدہ ایک'' نصاب'' کے طور پر متعارف کرایا۔ پاکستانی جامعات میں مخصوص موضوعات پر پی ایچ ڈی مقالات لکھوائے گئے۔ پاکستان سے مرحلہ وار دانش وروں، اسکالروں، مذہبی رہنماؤں کو امریکا، جرمنی اور ناروے بلاکر کانفرنسیں منعقد کی گئیں، ان کانفرنسوں کا مقصد غیر محسوس طریقے سے اسلامی نظریات والے اذہان، مزاج اور سوچ کی تبدیلی تھی؛ نیز اس ذریعے سے اپنے مطلب کے افراد کی تلاش بھی تھی جو ان کے عزائم کی تکمیل میں معاون ثابت ہوسکیں۔

---

* صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اس کے بعد اگلے مرحلے میں بیرونی امداد سے قائم ہونے والی این جی اوز پاکستان وارد ہوئیں۔ یہاں انہوں نے مقامی ایجنٹوں/افراد کے ذریعے اسکولوں اور دینی مدارس کے ماحول، نصاب اور نظام تعلیم پر کام شروع کیا۔ اپنے ایجنٹ افراد کے ذریعے ایسی ورک شاپس منعقد کی گئیں جہاں اسلامی عقائد و نظریات پر شکوک وشبہات اور دینی مسلمات پر سوالات اٹھائے گئے، پاکستان کے آئین میں موجود اسلامی شقوں کو ایک تسلسل سے ہدفِ تنقید بنایا گیا، یوں پوری اسلامی عقائد واقدار پر شک وشبے کی گرد بٹھانے کا بھرپور اہتمام کیا گیا۔

گزشتہ پندرہ برس کے دوران این جی اوز کی یہ محنت کس مرحلے تک پہنچ چکی ہے، اس کا اندازہ امریکا کے ''کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کے تعاون سے ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن اسلام آباد'' کی حال ہی میں جاری کردہ رپورٹ برائے سال ۲۰۱۶ء سے ہوتا ہے، جس کا عنوان ہے:

TEACHING INTOLERANCE IN PAKISTAN

''پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس''

''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کی جاری کردہ رپورٹ www.uscirf.gov پر انگریزی متن اور غیر معیاری اردو ترجمے کے ساتھ دستیاب ہے۔ پوری رپورٹ چشم کشا ہے اور اس کے مندرجات کا جائزہ لینے کے لیے الگ سے مضمون کی ضرورت ہے۔اس رپورٹ میں سرکاری نصاب تعلیم میں پائے جانے والے عدم برداشت پر مبنی اسباق کا صوبے وار جائزہ لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں اپنی سفارشات اور تجاویز مرتب کر کے پیش کی گئی ہیں۔ اس رپورٹ کا دیباچہ پڑھے جانے کے لائق ہے۔ دیباچے کے مطابق:

۱...... ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' (PEF) پاکستان میں قائم ایک غیر سرکاری تنظیم ہے۔

۲...... اس کے مقاصد میں: (الف) ''امن'' اور ''رواداری'' کو فروغ دینے کے لیے سول سوسائٹی کی صلاحیت کی تعمیر، مذہبی رہنماؤں کو ''بااختیار'' بنانا۔(ب) پُر تشدد انتہا پسندی کا مقابلہ کرنا۔ (ج) مذہب کے نامناسب استعمال سے حاصل ہونے والے عدم برداشت اور تشدد کی روک تھام وغیرہ شامل ہے۔

''پی ای ایف'' کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ فاؤنڈیشن نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اب تک گیارہ ہزار (11,000) مذہبی رہنماؤں کو اپنے پروگرام میں شامل کیا اور انہیں تربیت دی ہے، ان

رہنماؤں میں مدارس کے اساتذہ، علماء، مساجد کے ائمہ اور ایسے مذہبی افراد شامل ہیں جو معاشرے پر کسی بھی انداز میں اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ''پی ای ایف'' کی ورک شاپ کے فارغ التحصیل افراد نے اپنے علاقوں میں ''انتہا پسند روایات'' کو پھیلنے سے روکنے، ''امن'' اور ''رَواداری'' کی تعمیر کے مختلف پروگرام تیار کرنے، ''تعلیمی'' اقدامات بڑھانے کی سہل کاری میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

''پی ای ایف'' رپورٹ کے مطابق مذہبی رہنماؤں کے بے مثال تعاون کا یہ نتیجہ نکلا کہ ان کے اسٹریٹجک اور جدید پروگراموں کی پاکستانی معاشرے کی ہر سطح پر پذیرائی ہوئی۔ پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ان فارغ التحصیل مذہبی رہنماؤں کے وسیع نیٹ ورک کے ذریعے، پاکستان کے مدارس اپنے نصاب کو بڑھانے، اپنے طالب علموں کو تعمیر امن کی تدریس دینے، تنقیدی سوچ اور رواداری کی تعلیم دینے اور منظّم طریقے سے اپنے اداروں اور تدریسی طریقوں کو ''جدید'' کرنے کے راستے پر گامزن ہیں۔

''پی ای ایف'' کی رپورٹ نہایت فخر سے بتاتی ہے کہ ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کا پروگرام سب سے زیادہ قدامت پسند اور مشکل ترین رسائی والے دینی مدارس میں معیار، پہنچ، اثر اور پائیداری میں نئے معیار قائم کر رہا ہے۔

ہمیں اس رپورٹ کے ان مندرجات سے انکار کی گنجائش اس لیے نہیں ہے کہ گزشتہ پندرہ برس کے دوران ایسے مذہبی افراد اور ادارے (بلاتفریق مسلک) ہمارے مشاہدے میں رہے ہیں جنھوں نے مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور اپنے اداروں کو مذکورہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ پرانی بات نہیں تھوڑا عرصہ قبل جنوبی پنجاب کے ایک دینی ادارے میں جرمنی کی ایک (بظاہر) غیر سرکاری تنظیم کے اشتراک سے ورک شاپ منعقد کی گئی؛ جس میں مدرسہ کے ذہین طلبہ کو شامل کیا گیا اور ان کے سامنے جس قسم کے مباحث رکھے گئے ان کا خلاصہ مغربی نظریات کی پذیرائی، پاکستان کے آئین میں شامل قادیانیوں؍اقلیتوں سے متعلق قوانین کے خاتمے؛ اور دینی مدارس میں جدیدیت کے نفوذ کے لیے ذہن سازی کے سوا کچھ نہ تھا۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ غیر سرکاری تنظیمیں کس حد تک ہمارے اداروں میں اپنا اثر و نفوذ بڑھا چکی ہیں اور کس تیز رفتاری کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے گامزن ہیں۔

یہ رپورٹ جس کا عنوان ''پاکستان میں عدم برداشت کی تدریس'' ہے، بجائے خود عدم برداشت، دینی مسلمات اور اسلام سے شدید نفرت اور منفی خیالات سے عبارت ہے۔ ''پی ای ایف'' کی رپورٹ نظریہ

پاکستان، مسلمانوں کے جداگانہ تشخص، ہندو، سکھ، عیسائی، قادیانی اور یہودیوں کے الگ قوم ہونے کو منفی اور دقیانوسی تصورات قرار دیتی ہے۔ یہ صرف ایک مقام پر نہیں بلکہ رپورٹ کے مختلف مقامات پر متعدد بار اپنے تخیلات کے علی الرغم نظریات کو منفی ا دَقیانوسی قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کے تیار کرنے والے افراد کو اعتراض ہے کہ سرکاری نصاب تعلیم میں:

۱) نظریۂ پاکستان کیوں پڑھایا جاتا ہے؟ (ص:۶، ۲۸)

۲) نصاب میں اسلام کو پاکستان کی کلیدی خصوصیت اور پاکستانی شناخت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ص:۷)

۳) پبلک اسکولوں میں پڑھائی جانے والی کتب میں صرف اسلام کو ہی واحد، جائز اور منطقی مذہب کیوں قرار دیا گیا ہے؟ (ص:۵)

۴) اسکول کے بچوں کو یہ کیوں پڑھایا جاتا ہے کہ ''اسلامی مذہب، ثقافت اور سماجی نظام غیر مسلموں سے مختلف ہیں۔'' (ص:۱)

۵) اس بات پر شدید قلق کا اظہار کیا گیا ہے کہ غازی علم دین شہید کا تذکرہ نصابی کتب میں کیوں موجود ہے؟ (ص:۳۰)

۶) رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کا تذکرہ طالب علموں کو تشدد پر ابھارتا ہے۔ (دیکھیے عنوان ''جنگ اور تشدد کی ستائش'' ص:۷)

۷) یہ رپورٹ اس بات پر بھی اپنی خفگی کا اظہار کرتی ہے کہ نصابی کتابوں میں عیسائیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا گیا ہے۔ (ص:۵)

۸) ''پی ای ایف'' کی رپورٹ میں اس بات پر بھی شدید اعتراض کیا گیا ہے کہ انگریز کے برصغیر پر تسلط، عیسائی پادریوں اور مشنریوں کی سرگرمیوں کو نصابی کتب میں منفی طور پر کیوں پیش کیا گیا ہے۔ (ص:۸، ۳۲)

۹) رپورٹ میں جگہ جگہ بھارت کی نہ صرف بے جا حمایت کی گئی ہے بلکہ بھارت کے متعلق پاکستان کے دیرینہ موقف کو تعصب اور جہالت پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے ص:۵، ۶، ۷، ۹، ۲۷)

۱۰) ''نصاب کی تیاری کے لیے تجاویز'' کے عنوان سے ''پی ای ایف'' نے جو ہدایات بعنوان ''تجاویز'' (ص:۱۰) دی ہیں وہ کچھ یوں ہیں:

☆......تمام پاکستانیوں کو فراہم کی گئی مذہبی آزادی کی آئینی ضمانتیں درسی کتابوں میں ظاہر کرنی چاہییں۔

☆......طالب علموں کو ایسا مواد بالکل نہیں پڑھانا چاہیے جو کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر برتر ثابت کرے۔(یعنی اسلام کو عیسائیت، یہودیت، ہندومت اور قادیانیت پر فوقیت نہیں دی جانی چاہیے)

☆......اسلام کا بطور واحد صحیح ایمان ہونے کو درسی کتابوں سے ختم کیا جانا چاہیے۔

(یعنی خاکم بدہن اسلام واحد سچائی نہیں بلکہ دیگر مذاہب بھی حق ہیں،اس کا واضح مطلب ایمان سے محرومی ہے)

☆......''منفی تلقین'' ختم ہونی چاہیے۔(نہی عن المنکر کا خاتمہ)

☆......پاکستان میں پرامن بقائے باہمی اور مذہبی تنوع کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔(وحدت ادیان/تقارب ادیان کا پرچار)

☆......درسی کتب میں اقلیتی گروپوں کے نامور افراد کی مثالیں بھی شامل کی جانی چاہییں۔(ص:۱۰)

غرض پوری رپورٹ اس قسم کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔اب ہم چند معروضات اپنے الفاظ میں بیان کریں گے:

(الف) پی ای ایف رپورٹ میں نوٹ کرنے کی بات اس کا بے باک اور دوٹوک لہجہ ہے۔اس رپورٹ میں بہت سی باتیں کھلے طور پر کہہ دی گئی ہیں جو قبل ازیں الفاظ کے پیچ وخم میں چھپا کر کہی جاتی تھیں۔پاکستان میں کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیموں کا ایجنڈا یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو دوسرے مذاہب اور ان کے پیرکاروں میں کچھ اس طرح گڈ مڈ اور تحلیل کر دیا جائے کہ حق اور باطل کا امتیاز ہی ختم ہو جائے۔

(ب) ''برداشت'' اور ''مساوات'' کا تقاضا ہے کہ پاکستانی معاشرہ اسلام کی حقانیت، برتری ،واحد سچائی کے عقیدے سے دست بردار ہو جائے۔اس بات کو تسلیم کرلے کہ جس طرح اسلام ایک مذہب ہے اسی طرح عیسائیت، یہودیت، قادیانیت، ہندومت بھی مذاہب ہیں اور مذہب ہونے میں سب برابر ہیں۔چنانچہ اہل اسلام اپنے ''حق'' پر قائم ہونے اور دیگر مذاہب کو ''باطل'' سمجھنا چھوڑ دیں...... بالفاظ دیگر اپنے علاوہ دوسرے اہل مذہب کو ''کافر'' نہ کہیں۔دیگر مذاہب کی تعلیم، تبلیغ، تشہیر اور ترویج کا حق ویسا ہی خیال کریں جیسا اپنے تئیں باور کرتے ہیں۔

(ج) اس رپورٹ کے تیار کنندگان کے خیال میں دینی مسلّمات کے حوالے سے عمومی طور پر

(ٹی وی چینلز، این جی اوز کی ورک شاپس اور انٹر فیتھ ڈائیلاگ کے ذریعے) اتنی گرد اڑائی جا چکی ہے کہ اب ان کیلئے یہ مطالبہ کرنا بہت آسان لگ رہا ہے کہ اسلام کے واحد ''الحق'' اور ''الدین'' ہونے کے تصور کو نصابی کتابوں سے نکال دیا جائے، مگر اس کے علی الرغم انہیں ہیومن رائٹس اور مذہبی آزادی کے حق کی آفاقیت پر بھی اصرار ہے۔

(د) حیرت، افسوس اور دُکھ کی بات یہ ہے کہ اس قدر شرمناک عزائم رکھنے والی این جی او نہایت واشگاف الفاظ میں مذہبی شخصیات اور اداروں کے ''بے مثال تعاون'' کا اظہار کرنا بھی ضروری خیال کرتی ہے اور اسے اس بات پر فخر ہے کہ'' قد امت پسند ''اور'' مشکل ترین رَسائی'' والے دینی مدارس میں بھی ان کا پیغام نہ صرف پہنچ رہا ہے بلکہ اثر پذیر بھی ہے۔ اس بات پر یقین کر لینے کی وجہ گزشتہ پندرہ برس کا مشاہدہ ہے۔ نامور مذہبی شخصیات کے جرمنی، ناورے، امریکا اور کینیڈا کے دورے، وہاں کُھلے ماحول کی کانفرنسوں میں شرکت اور معذرت خواہانہ بیانات مذکورہ رپورٹ کے مشمولات کی تصدیق کرتے ہیں۔

حالیہ دور جو عالم اسلام کے لیے نہایت کٹھن دور ہے۔ ایک طرف عالم کفر کی عسکری یلغار ہے تو دوسری طرف فکر و نظر کی سطح پر غیر سرکاری تنظیمیں اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہیں، ان کی جراءت یہاں تک بڑھ چکی ہے کہ وہ ایک مسلم مملکت کے کارپردازان اور پورے مسلم معاشرے کو ایمان و اسلام سے ہی دَست بردار ہو جانے کی تجاویز دے رہی ہیں۔ آج اسلام اور جاہلیت جدیدہ میں ویسا ہی ٹکراؤ ہے جیسا دوسری صدی ہجری میں یونانی فلسفے اور اسلام میں ہوا تھا۔ اس عرصہ ء پیکار میں چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے ذہین اَفراد اسلام کی حقانیت، آفاقیت اور ''واحد حق'' ہونے کو دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کرتے اور جدید مغربی نظریات کے فلسفے کو لایعنی، ازکاررفتہ اور نامعقول ہونا بتلاتے، اپنے اَکابر و اَسلاف کی روش پر چلتے ہوئے مغرب کی تہذیبی، فکری اور نظریاتی یلغار کے سامنے ڈٹ جاتے ...... الٹا یہ ہوا کہ ہماری ہی صفوں کے بعض اَفراد دوسری طرف جا کھڑے ہوئے اور دانستہ و نادانستہ غیروں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے، فیا اسفیٰ علی مافرطتم فی جنب اللّٰہ!

رفتی بہ بزم غیر، نکو نامی تو رفت
ناموس صد قبیلہ بہ یک خامی تو رفت

اب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس تفصیل کے بعد مغرب پرست این جی اوز کی مدارس دشمنی سمجھ آجانی چاہیے۔ اہل مغرب کے خیال میں ان کے شرمناک عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ دینی مدارس ہیں؛ اس لیے کہ علماء اور مدارس ہی اس امت کے دین و دنیا کے محافظ ہیں۔ جب تک حق گو علماء اور دینی مدارس موجود ہیں حفاظت دین کے فرائض انجام دیتے رہیں گے، یہی وجہ ہے کہ علماء و مدارس کو مختلف انداز میں ہدف بنایا جاتا ہے۔ دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی، نظام تعلیم میں تبدیلی، مغرب کے جدید نامعقول نظریات اور مغربی اطوار کی مدارس میں ترویج، یکساں نصاب رائج کرنے کی خواہش، معاشرے میں مدارس کے کردار کو حد درجہ محدود کرنے کی منصوبہ بندی، مختلف حیلوں سے مدارس کو ہراساں اور تنگ کرنے کی روش، مدارس پر اقتصادی اور حکومتی بندشیں...... یہ سب اہل نظر سے چھپی ہوئی باتیں نہیں...... جس دن مدارس کے خلاف اہل مغرب کی یورش کامیاب ہوگئی پھر پاکستان کو "اسپین" بننے میں دیر نہیں لگے گی۔

یہ حالات تقاضا کرتے ہیں کہ تمسک بالسنۃ، استقامت فی الدین کو اختیار کیا جائے، اپنے عقائد و نظریات، تشخص، انفرادیت اور اپنے اسلاف کے کردار و عمل پر غیر متزلزل یقین و اعتماد رکھتے ہوئے گرد و پیش پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ کسی بھی خیرہ کن نظریے کو محض اس وجہ سے قبول نہ کیا جائے کہ وہ چاندی کے ورق میں لپٹا ہوا ہے۔ حمیّت دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مغربی این جی اوز کے ساتھ عدم تعاون کا رویہ اپنایا جائے۔ اس ارشادِ ربانی کو یاد رکھیے:

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوْالَا تَتَّخِذُوْاالَّذِينَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُواًوَّلَعِباً مِّنَ الَّذِينَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوااللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤمِنِيْن٥

ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ علماء امت اور داعیان دین اپنے اسلاف کی روش پر چلتے ہوئے مغربی نظریات اور مغربی تہذیب کی تفہیم حاصل کر کے اس کے بطلان اور بے سند ہونے کو طلبہ کرام اور عوام کے سامنے خوب واضح کریں۔ نیز گزشتہ سطور میں ہم نے جو مندرجات پیش کیے ہیں انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے جمعہ کے خطابات میں عامۃ الناس کو آئندہ خطرات سے آگاہ فرمائیں وماعلینا الا البلاغ المبین۔

قسط (۲) ضبط وترتیب: صاحبزادہ اسامہ سمیع

پیر طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی دارالعلوم حقانیہ آمد وارشادات

۱۵نومبر ۲۰۱۶ء کو حضرت پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کے خلیفہ مجاز اور جانشین شیخ طریقت حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ،نماز ظہر سے قبل برادرم مولانا راشد الحق سمیع کے مکان میں حضرت مہتمم صاحب اور دیگر ومشائخ سے ملاقاتیں کیں اور کچھ دیر قیام فرمایا، بعد میں آپ نے زیرتعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ میں ظہر کی امامت فرمائی۔ پھر دارالحدیث کے وسیع ہال میں برادرم مولانا حامد الحق صاحب نے ابتدائی تعارفی کلمات سے مجلس کا آغاز کیا، بعد میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، اسکے بعد حضرت مولانا نقشبندی صاحب نے طویل عالمانہ فاضلانہ خطاب وارشادات سے طلباء وعلماء اور دور دراز سے تشریف لانے والے مہمانوں کو نوازا۔ حضرت کا یہ خطاب ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ ضبط کیا گیا اب قارئین الحق اور افادہ عامہ کی خاطر الحق میں شامل دوسری قسط بھی نذر قارئین ہے............ (ادارہ)

امام شافعی رحمہ اللہ کو احادیث لکھنے کا شوق

فرماتے ہیں کہ پورے طلباء جو مجمع میں تھے وہ لکھ رہے تھے اور میں ان کے ساتھ ویسے ہی بیٹھ کر سن رہا تھا، میرے دل میں ایک تمنا پیدا ہوئی کہ میرے پاس کاغذ قلم ہوتا تو میں بھی کتابت کرتا اور طلباء کے ساتھ شریک ہوتا مگر میرے پاس تو کچھ نہیں تھا، اب میرے دل کی چاہت اتنی بڑھی کہ میں ان طلباء سے تشبیہ حاصل کرنے کیلئے ایک تنکا پڑا تھا تو میں نے تنکا اٹھا کر اپنی ہاتھ کے ہتھیلی کے اوپر لکھنا شروع کر دیا پھر میں اپنی ہونٹ کے ساتھ لگاتا اور نیت کرتا کہ میں قلم کو سیاہی میں ڈبو رہا ہوں اور اپنی ہتھیلی پر لکھ دیتا تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قوی حافظہ

جب میں اپنی ہتھیلی پر لکھ رہا تھا تو امام مالک رحمہ اللہ نے مجھے دیکھ لیا تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت جب آیا تو مجلس برخاست ہوئی اور طلباء وضو کرنے کیلئے چلے گئے، میں باوضو تھا، وہیں بیٹھا رہا تو امام مالک رحمہ اللہ نے اشارے سے مجھے بلایا، میں ان کے پاس حاضر ہوا تو کہنے لگے اے طالب علم! تم ہاتھ کی

ہتھیلی پر کیا لکھ رہے تھے؟ مجھے دکھاؤ جب انہوں نے دیکھا کہ ہتھیلی پر تو کچھ نہیں لکھا ہوا تھا، میں نے کہا حضرت! جو آپ بیان کررہے تھے میں وہ لکھ رہا تھا، یہاں تو کچھ نہیں لکھا ہوا ہے اور یہ تو ادب کے خلاف ہے، آپ یہ کیا کام کررہے تھے؟ اس وقت میں نے عرض کیا کہ حضرت! میں مسافر اور غریب طالب علم ہوں اور میرے پاس لکھنے کیلئے کچھ نہیں، کاغذ قلم نہیں اگر ہوتے تو میں اس کے اوپر لکھتا، میں نے ان طلباء سے تشبیہ حاصل کرنے کیلئے ایسا کیا ہے اور حقیقت میں آپ جو فرمارہے تھے اس کو تو میں اپنے دل میں لکھ رہا تھا جب میں نے یہ کہا تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا، اچھا میں نے اس مجلس میں جتنی احادیث بیان کی ہیں اگر ان میں سے تم آدھی روایت اور متن کے ساتھ مجھے سنادو تو میں تمہیں جانو؟ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں انہوں نے آدھی احادیث سننے کی درخواست کی لیکن اس مجلس میں انہوں نے جتنی احادیث بیان کی تھی میں نے تمام احادیث کو متن اور سند کے ساتھ ان کے سامنے سنادیا، یہ طالب علم تھے، جیسے اسپنج ہوتا ہے نا! کہ پانی میں اسے ڈال دیں تو پانی کو چوس لیتا ہے ایسی ہی یہ طلباء تھے کہ اساتذہ کے مجلس میں بیٹھتے تھے اور استاد کے سبق کو اپنے دل میں بھر لیا کرتے تھے اتنی طلب ہوتی تھی ان کے اندر، بعض حضرات کہتے ہیں ہمیں بڑی مشقت کا سفر کرنا پڑا، خطیب تبریزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے کتابیں اپنے پیٹھ پر اٹھاکے پیدل سفر کرتا تھا اور پسینے کی وجہ سے وہ کتابیں بھی بھیگ جاتی تھی اور دیکھنے والے سمجھتے تھے کہ بارش کی وجہ سے بھیگی ہوئی ہے حالانکہ وہ میرے پسینے میں بھیگی ہوتی تھی اتنا پسینا آتا تھا۔

امام طبرانی اور حصول علم کی خاطر بے پناہ تکالیف کی برداشت

امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے علم حاصل کرنے کیلئے نکلا اور بیس سال میں نے اس طرح گزارے کہ میرے پاس بستر نہیں تھا، جب رات آتی مسجد کے اندر داخل ہوتا اور صف کے ایک کونے کے اوپر لیٹ جاتا یا کروٹ لیتا اور صف کے اندر لپٹ جاتا اور اسی طرح مجھ پر سردی کا موسم گزر جاتا تھا، بیس سال تک بستر پر لیٹنے کا موقع نہیں ملا ،ان مشقتوں کے ساتھ انہوں نے علم حاصل کیا۔
ایک مرتبہ انہوں نے ایک فتویٰ جاری کیا جو حاکم وقت کو پسند نہ آیا اور اس کی پاداش میں اُسے جیل بھیج دیا، چار پانچ دن گزرے تو ایک دن حاکم وقت اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک نوجوان طالب اس کے دربار میں داخل ہوا اور وہ نوجوان زاروقطار رو رہا تھا ،اس کی حالت دل کے آنسوؤں کو دیکھ کر ہر بندے کے دل میں ہمدردی پیدا ہو رہی تھی تو بادشاہ کے جو مظاہرین بیٹھے ہوئے تھے ،انہوں نے حاکم کو کہا کہ یہ نوجوان جو فریاد لے کر آیا ہے برائے مہربانی آپ اس کی بات کو پورا کرلیں تو حاکم وقت نے اس نوجوان سے کہا روؤ

نہیں تم جوفریاد لے آکر آئے ہو میں اسے پورا کروں گا تم کیا چاہتے ہو؟ طالبعلم نے جواب دیا، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیں، کہا جیل بھیج دیں؟ جی میں یہ فریاد لے کر آیا ہوں اوراسلئے رورہا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیجئے حاکم وقت حیران ہے پوچھ رہے ہیں جیل کیوں بھیج دیں آپ کو؟ آپ نے میرے استاد کو پانچ دن سے جیل بھیج دیا ہے، میرے سبق قضا ہورہے ہیں، مجھے بھی جیل بھیج دیں میں جیل کی مشقتیں توبرداشت کرلوں گا لیکن اپنے استاد سے روزانہ سبق توپڑھ لیا کروں گا نا!سبحان اللہ ! تاریخ انسانیت میں طلب علم کی ایسی مثالیں دین اسلام کے علاوہ کہیں اورنظر نہیں آتی ۔

امام محمدؒ سے علم حاصل کرنے والوں کے انوکھے واقعات

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ درس دیا کرتے تھے دوسری بستی کے لوگ آئے حضرت !ہمارے ہاں بھی درس دیجئے گا فرمایا کہ بھئی! اتنا ٹائم لگ جاتا ہے کہ میں پیدل وہاں جاؤ اوروہاں پہنچ کے واپس آؤ توپھر یہاں درس کا وقت ہوجاتا ہے تو میرا وقت آنے اور جانے (سفر) میں ہی گزر جائیگا،انہوں نے کہا حضرت! ہم آپ کے لئے تیز سواری کابندوبست کرلیتے ہیں جب آپ یہاں درس دیں توسواری پر بیٹھ کر ہمارے پاس آئیں اور جتنا وقت بچتا ہے بس اتناوقت درس دیکر پھرواپس آئے ، یہاں کے پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں آئیگی کوئی خلل واقع نہیں ہوگا توامام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس دعوت کوقبول کرلیااب وہ دوجگہ درس دینے لگا، اتنے میں ایک طالب علم ان کے پاس آیا حضرت! یہ فلاں کتاب آپ سے پڑھنی ہے امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ بھئی! دیکھئے کہ میں یہاں درس دیتا ہوں اور پھر وہاں جاکے درس دیتا ہوں اوراتنا میرے پاس وقت ہوتا ہے اوراس کے علاوہ تووقت ہی نہیں ہوتا تو میں آپ کونہیں پڑھا سکتا،طالب علم نے فرمایا حضرت! آپ کے پاس وقت ہے آپ ارادہ فرمائیں میں آپ سے پڑھوں گا،امام محمد رحمہ اللہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا بات کردی پوچھا بھئی! کیا وقت ہے؟ حضرت! جب آپ اس جگہ درس دیکر سواری پر سوار ہوجاتے ہیں آپ سواری پرسوار ہوکر اور میں سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا،اس وقت آپ تقریر کرلیا کریں میں آپ سے کتاب پڑھ لوں گا،سبحان اللہ !طلب علم کی یہ مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کرسکتی ،ایک طالب علم کہتا ہے کہ میرا استاد جب سواری پر جارہاہو، میں سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتا بھی رہوں گا اورسبق بھی پڑھتا رہوں گا۔

عبداللہ بن مبارکؒ کے حصولِ علم کا واقعہ

ان طلباء میں غریب لوگ بھی تھے اورامیروں کے بیٹے بھی تھے ۔امیروں کے بیٹوں میں سے

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سونے کا چمچ منہ میں لیکر پیدا ہوئے، ابتدائی ایام اور زمانے میں بہت آزادی کی زندگی تھی، والدین دونوں نیک تھے، ان کیلئے دعائیں کرتے تھے مگر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ان کی باتیں نہیں سنتے تھے بلکہ ان کو اپنے دوستوں سے واسطہ تھا، ان ہی کی محفل میں رہتے تھے، دن رات ان ہی کے ساتھ وقت گزارتے تھے اور ماں باپ کا دل کھڑکتا تھا، مگر ماں باپ دعائیں دیتے تھے، طلباء حضرات یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ماں باپ کی دعائیں ہیں نا! تو یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ خوش قسمت ہوتا ہے جس کو یہ نصیب ہوجاتی ہے تو ماں باپ کی دعائیں رنگ لائیں اور ایک دن عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں علم حاصل کروں گا، انہوں نے اپنے والد سے کہا ابوجان! میں تجارت کرنا چاہتا ہوں والد نے ان کو تیس ہزار دینار دیئے، بیٹا! جاؤ تجارت کرو جس کام میں لگے ہو اس سے تو بہتر ہے کہ تجارت کر کے حلال رزق کماؤ گے، یہ گئے اور انہوں نے تیس ہزار دینار مختلف اساتذہ سے علم حاصل کرنے میں لگادیئے واپس آئے تو والد صاحب نے پوچھا بیٹا! وعدہ کر کے گئے تھے کہ تجارت کرنے جارہا ہوں کیا تجارت کی؟ اباجان! میں نے وہ تجارت کی جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں یعنی آخرت کی تجارت کی ہے تیس ہزار دینار پر، والد نے بیس ہزار دینار اور دے دیئے، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے چار ہزار اساتذہ سے جاکر علم حاصل کردیا یہ امیروں کے بیٹے تھے جو علم حاصل کرتے تھے۔

ہارون الرشید کے بیٹے کی حصولِ علم کی خاطر قربانی

ہارون الرشید کا ایک بیٹا تھا جس کا واقعہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ہے وہ بھی محل میں رہتا تھا لیکن ضعف کی زندگی گزارتا تھا، ایک دن والد نے اس کو سمجھایا بیٹا! تمہاری وجہ سے لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ یہ کیا تم نے فقیر گھر میں پال رکھا ہے؟ اس کو اچھے کپڑے پہناؤ کہ تمہارا بچہ لگے تو بیٹے نے کہا کہ اباجان! میری وجہ سے آپ کو ذلت اٹھانی پڑتی ہے تو میں یہاں سے جارہا ہوں میں جاکہ علم حاصل کروں گا، ہارون الرشید نے اپنی بیوی کو بتایا تو ماں نے اپنے بیٹے کو ایک قرآن پاک دیا اور کہا بیٹے! تم قرآن پاک پڑھو گے تو تمہیں اماں بھی یاد آئے گی اور اپنی ایک انگوٹھی بھی اتار کردے دی اگر ضرورت پڑے تو اس کو بیچنا تمہارے لئے گزارے کا کچھ سرمایہ ہوجائے گا۔ یہ بچہ ان دو چیزوں کو لے کر گیا اور ایک جگہ جہاں علماء تھے بستی میں، ایک مسجد کے اندر اعتکاف کی نیت سے رہنے لگا، جس دن چھٹی ہوتی تھی اس دن یہ مزدوری کرتا تھا اور مزدوری کے اتنے پیسے لیتا تھا جتنے میں اس کو سات روٹیاں مل سکے

چوبیس گھنٹے میں ایک روٹی سے گزارہ کیا کرتا تھا (یہ بادشاہ کا بیٹا تھا، شہزادہ ہے، شاہانہ زندگی کو چھوڑ کے اس نے فقیرانہ زندگی کو اختیار کیا علم کی طلب میں) اور باقی چھ دن اپنے استاد سے علم پڑھتا تھا۔

ہارون الرشید کے بیٹے کی مزدوری کا انوکھا واقعہ

ایک صاحب کہتے ہیں مجھے مکان بنانا تھا میں اس جگہ گیا جہاں مزدور ملا کرتے تھے میں نے دیکھا ایک خوبصورت نوجوان بیٹھا قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا، جب میں پہنچا تو اس نے تلاوت موقوف کی، سلام کا جواب دیا، پوچھا کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میں مزدور لینے کیلئے آیا ہوا اس نے کہا میں بھی مزدوری کروں گا تو میں نے اس سے پوچھا آپ مزدوری کریں گے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ (البلد : ٤) اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو مشقت اٹھانے کیلئے پیدا کیا، میں تو مزدوری کیلئے پیدا ہوا ہوں میں بھی مزدوری کرونگا وہ کہتے ہیں کہ میں اس نوجوان کو گھر لے کر آیا اس نے کہا میری دو شرطیں ہیں، ایک شرط یہ ہے کہ جب نماز کا وقت ہوگا میں اپنے وقت پر نماز پڑھوں گا، آپ نماز طویل پڑھنے میں یا مختصر پڑھنے میں کوئی بات نہیں کریں گے، نماز کے بارے میں مجھے تنگ مت کرنا میں نے شرط قبول کر دی، اس نے کہا میری دوسری شرط یہ ہے کہ میں آپ سے اتنی مزدوری لوں گا (اور وہ مزدوری اتنی تھی) کہ جس سے سات روٹیاں آجاتی تھی نہ اس سے زیادہ لوں گا نہ اس کم، کم دیں گے تو بھی نہیں لوں گا کہ سات روٹیاں نہیں آتی، میرا دن کیسے گزرے گا، زیادہ دیں گے تو مجھے زیادہ کی بھی ضرورت نہیں وہ بھی نہیں لوں گا۔ کہنے لگا اس کی دو شرطیں تھی میں نے وہ قبول کر لی، جب شام کو میں نے دیکھا تو عام مزدور جتنا مکان بناتا تھا اس مزدور نے اس سے دگنی دیوار تعمیر کر دی، میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ اس مستری سے اپنا مکان بناؤں گا، جب اگلے دن وہاں پہنچا تو دوسرے مزدور تھے وہ وہاں نہیں تھا میں نے پوچھا فلاں مزدور کہاں ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہفتہ میں صرف ایک دن مزدوری کرتا ہے باقی دنوں میں وہ جا کے علم پڑھتا ہے وہ اصل میں طالب علم ہے اور اپنے کھانے کے بندوبست کیلئے بوجہ بقا چھٹی کے دن مزدوری کرتا ہے، میں نے نیت کر لی کہ میں صرف چھٹی کے دن اسی سے کام کراؤں گا، میرا مکان یہی طالب علم بنائے گا، اگلے چھٹی کے دن میں گیا تو پھر وہ طالب مجھے مل گیا میں اسے گھر لے آیا، اب میں چھپ کے دیکھتا تھا کہ اس نے ڈبل تعمیر کیسے کر لی ہے اس دیوار کی؟ وہ کہتے ہیں میں دیکھ رہا تھا کہ اللہ نے اس کے ہاتھ میں عجیب برکت ڈالی تھی وہ اینٹ اٹھاتا تھا اپنی جگہ رکھتا تھا تو اینٹ ایگزیکٹ اپنی جگہ پر جاتی تھی عام مستریوں کی طرح اس کو سیدھا ہی کرنا نہ پڑتا تھا، وقت ضائع نہیں ہوتا تھا وہ اینٹ اٹھا کے رکھتا جاتا تھا اور دیوار تعمیر ہوتی جاتی تھی تو میں نے دل میں سوچا کہ اس نیک بندے کیساتھ اللہ کی مدد ہے، چلیں میں اسی

سے مکان بناؤں گا۔

ہارون الرشید کے بیٹے کی موت کا واقعہ

جب میں اگلے ہفتہ گیا اسے لینے، تو وہ پھر نہیں تھا، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آج وہ کیوں نہیں ہے آج تو ان کی مزدوری کا دن ہے؟ کہنے لگے وہ بیمار تھا اور اسکو بخار تھا، فلاں مسجد میں وہ رہتا ہے آپ وہاں جائے وہاں وہ لیٹا ہوگا کہتے ہیں کہ میرے دل میں اس نوجوان کی اتنی محبت تھی کہ میں مسجد چلا گیا میں نے دیکھا کہ پتھر کو اس نے تکیہ بنایا ہوا ہے اور صف کے اوپر لیٹا ہوا ہے میں جب ان کے قریب گیا تو وہ اپنی آخری سانسوں پہ تھا آخری لمحات تھے، تو میں نے اس سے محبت کا اظہار کیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ میرا ایک کام کر دیں میں نے پوچھا کیا کام؟ کہنے لگے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ قرآن اور یہ انگوٹھی ہے یہ لے جانا اور ہارون الرشید کو دے دینا، جب اس نے بادشاہ کا نام لیا تو پھر مجھے خیال آیا کہ یہ بادشاہ کا ایک بیٹا ہے، جس کے بارے میں لوگ باتیں کرتے تھے کہ وہ پاگل ہو گیا، دنیا چھوڑ کر دین کی طرف چلا گیا، یہ وہی بچہ نہ ہو کہیں، خیر اتنے میں اس نے کلمہ پڑھا اور فوت ہو گیا، میں نے اس کو نہلایا، غسل دیا، کفن پہنایا، دفن کر کے میں ہارون الرشید کے پاس چلا گیا کہ میں اس کو امانت پہنچادوں لیکن جب میں شہر پہنچا تو ہارون الرشید کی سواری جارہی تھی اور اس کے اردگرد پولیس والے تھے ہر جگہ ہٹو بچو کے نعرے لگ رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں آگے بڑھا اور میں نے ہارون الرشید کو دور سے وہ انگوٹھی اور قرآن مجید دکھا دیا تو ہارون الرشید نے پہچان لیا کہ یہ وہی چیزیں ہیں جو میری بیوی نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اب یہ بندہ اسے لیکر آیا ہے تو مجھے لگتا ہے میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے، تو اس نے پولیس والے کو اشارہ کیا کہ اس بندے کو محل میں لے آؤ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں وہ آدمی کہتا ہے کہ جب میں محل میں داخل ہوا تو پولیس والے نے کہا کہ بادشاہ بڑا غمزدہ ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ لمبی باتیں نہ کرنا اور بادشاہ کا غم نہ بڑھانا، کہتے ہیں جب میں بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو اس نے کہا! تو میرے لیے کوئی اچھی خبر نہیں لایا، میں نے بتایا ایک نوجوان تھا جس نے یہ امانت دی اور میں پہنچانے آیا ہوں تو بادشاہ کے آنکھوں میں آنسو آگئے، بادشاہ نے کہا وہ میرا بیٹا تھا اور اس نے اپنے آپ کو دین کی تعلیم کیلئے وقف کر دیا تھا اور کہنے لگا بیٹا! تو اپنے باپ سے زیادہ عقلمند نکلا تیرا باپ تو دنیا میں لگا رہا اور تو نے تھوڑی عمر میں آخرت کی تیاری کرنے اور اپنے اللہ کے پاس واپس جلدی چلا گیا تو بادشاہوں کے بیٹے بھی علم حاصل کرتے تھے۔

امام محمد کا حافظہ اور ان کے حصول علم کا واقعہ

ایک اور نواب کے بیٹے تھے انکا نام تھا محمد وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، پڑھنے کیلئے

آئے تھے، اتنے خوبصورت تھے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کے والد کے ساتھ یہ شرط لگائی کہ اس بچے کو پڑھنے کے لئے جب بھیجتا ہے تو معمولی کپڑے پہنا کر بھیجیں، خوبصورت بچہ ہے اوپر سے اگر لباس بھی قیمتی ہوگا تو فتنہ کا خطرہ ہے اس لئے معمولی کپڑے پہنا کر بھیجواؤ تو باپ نے شرط مان لی، جب ایک دو دن بچے نے پڑھا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو محسوس ہوا کہ حافظ قرآن نہیں ہیں تو آپ نے اس سے کہا کہ بھائی! میرا شاگرد بننے کیلئے حافظ قرآن ہونا ضروری ہے یہ Free qualification ہے، اسلئے آپ پہلے حافظ قرآن بنو، پھر مجھ سے آکر علم پڑھو تو یہ نوجوان' محمد' وہاں سے چلا گیا کہ میں حافظ بن کر آتا ہوں ایک ہفتہ گزرا، واپس آیا امام صاحبؒ سمجھے کہ شاید یہ اپنے اساتذہ کو سلام کرنے آئے ہیں پوچھا محمد! کیسے آئے؟ حضرت امام محمدؒ نے جواب دیا کہ آپ نے فرمایا تھا حافظ بن کر آؤ میں نے ایک ہفتہ میں پورا قرآن یاد کر لیا، اللہ نے ذہنیت اتنی دی تھی، ان کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ میرے استاد کے اندر تین خوبیاں تھیں، امام محمد رحمہ اللہ کا جسم ذرہ موٹا تھا تو فرماتے ہیں کہ میرے استاد جس جگہ بیٹھتے تھے تو جگہ کو بھر دیتے تھے، بندہ ان کی طرف دیکھتے تھے تو ان کی نگاہوں کو بھر دیتے تھے اور جو بندہ ان کی بات کو سنتا تھا تو اس کے دل کو علم کے نور سے بھر دیتے تھے، یہ نواب کا بیٹا تھا مگر اپنے وقت کا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن گیا تھا۔

حصول علم اور غریب طلبہ کی مشقتیں

اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو غریب لوگ تھے، چنانچہ تین طالب علم تھے ابن المقرئی ابوشیخ اور طبرانی، یہ تینوں مسجد نبویؐ میں حدیث پاک پڑھا کرتے تھے، طبرانی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہمارے پاس کھانا پینا ختم ہوگیا تو فاقے شروع ہوگئے، ہم پانی سے روزہ رکھتے اور پانی سے ہی روزہ افطار کرتے تھے، ایک دو دن ہم نے کچھ نہیں کھایا لیکن اتنی نقاہت ہوگئی کہ ہمارے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا، ہم اٹھ کر بیٹھتے تھے تو بیٹھنا مشکل تھا، بھوک کی وجہ سے لیٹتے تھے ورنہ پیٹ میں تکلیف ہوتی تھی، میرے باقی دو دوستوں نے کہا کہ بھئی! ہم سے تو اتنی بھوک برداشت نہیں ہوتی ہم گھر جا رہے ہیں اور چلے گئے میں نے کہا نہیں میں ابھی کچھ دن اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہوں گا، استاد سے مزید پڑھوں گا جب اور دو دن گزرے تو بھوک اور زیادہ ہوگئی اور جسم کمزور اور ضعیف ہوگیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ کا مواجہ شریف کے سامنے دعا اور اس کی قبولیت

کہتے ہیں کہ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا طبرانی! تم مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طالب علم ہو، پڑھتے ہو، تمہارے میزبان تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے تم کیوں نہیں جاتے اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی روداداور عرض حال پیش کرتے ، کہتے ہیں میں مواجہ شریف سلام کیلئے حاضر ہوا، سلام پڑھا دعامانگی اور آخر میں،مَیں نے صرف اتنا کہا کہ یارسول اللّٰہ الجوع صرف اتنے الفاظ تھے یارسول الله الجوع اے اللہ کے رسولؐ! میں بہت بھوکا ہوں کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر(جوحرمین شریفین کادروازہ ہے) سے جیسے ہی باہر نکلا توایک عربی کھڑا ہوا اوروہ میرانام لیکر پکارر ہاہے طبرانی طبرانی! میں حیران ہوا کہ کوئی مجھے یہاں جانتا نہیں یہ مجھے کیسے نام سے پکارر ہاہے؟ میں نے اس سے کہا کہ بھائی! آپ کس کا نام پکار رہے ہیں؟ میرانام ہے طبرانی،اس نے کہا کہ یہ روٹیاں یہ سالن ہے یہ آپ کیلئے ہیں، میں نے کہا میرے لیے کیسے؟ کہنے لگے دوپہر کاوقت تھا میں قیلولہ کرر ہاتھا سویاہوا تھا خواب میں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی،اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسجد کے پڑوسی ہواور مسجد میں ایک طالب علم میرا مہمان ہے، بھوکا ہے جاؤاس کو کھانا کھلاؤ میری آنکھ کھلی، میری بیوی نے سالن اس وقت چولہے سے نہیں اُتاراتھا تو میں نے سالن کی دیگچیاں بھی لے لی اور بیوی سے کہا اپنے لئے کھانے کا اور بندوبست کرلو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو یہ کھانا کھلانے جارہاہوں آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کوطلباء کے ساتھ کتنی محبت تھی اورواقعی طلباء نے بھی تاریخ بنادی طلب علم کی ایسی ایسی مثالیں ہیں کہ انسان حیران ہوجاتا ہے۔

امام ابوعلی بلخیؒ کاواقعہ

امام ابوعلی بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھاتو میری قریب میں ایک نانبائی کی دوکان پرجا کر بیٹھ جاتا، روٹی پکنے کی جومہک اٹھتی تھی اس سے میں اپنے نفس کوتسلی دیتا تھااور بھوک کے ساتھ اپنی کتاب کا مطالعہ کرتار ہتا تھا۔کھانے کوکچھ نہیں ملتا تھاصرف خوشبوسونگھ کے اپناوقت گزار لیتا تھااوراپنی کتابیں پڑھتا تھا۔

امام احمدؒ سے حصول علم کی خاطر سپین کے ایک نوجوان کا دردناک واقعہ

چنانچہ سپین میں ایک جوان تھا،جس کی عمر تھی ۲۰ سال عزیزطلباء! ۲۰ سال کی عمر تو جوانی کی دیوانگی کی عمرمحسوس ہوتی ہے بچوں کوتو سورج طلوع ہونے کااورغروب ہونے کابھی کوئی احساس نہیں ہوتا وہ اپنی جوانی میں مست ہوتاہے، اس کودنیا کا پتہ ہی نہیں ہوتا اپنے کاموں میں مگن رہتاہے، اپنی دنیا ہوتی ہے ان نوجوانوں کی لیکن ایک ۲۰ سال کا نوجوان تھا جس کا واقعہ سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے، وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے پتہ چلا کہ بغداد میں امام احمد بن حنبلؒ کوئی محدث ہیں تو دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں ان

سے جا کے حدیث پڑھوں گا، میں نے اپنا رخت سفر باندھا اور سفر کیلئے تیار ہو گیا اور درمیان میں سمندری سفر تھا وہ کہتے ہیں بڑی کشتی پر میں سوار ہوا لیکن سمندری سفر میں دوران سفر طوفان آ گیا، اب طوفان میں جھٹکے لگتے تھے اور مجھے اُلٹی آئی، میں بیمار ہو گیا اس بیماری کی وجہ سے میں بہت کمزور ہو گیا، کچھ کھا پی نہیں سکتا تھا، میں نے یہ ساری مشقت برداشت کی، میرے کپڑے بھی سب خراب ہو گئے اور راستے میں ملاح راستہ بھی بھول گیا تو ہمارا سفر جتنے دن کا تھا وہ اس سے زیادہ دنوں کا بن گیا ایک وقت ایسا آیا کہ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ شاید مجھے زمین دوبارہ دیکھنے کا موقع نصیب نہیں ہوگا، بڑی دعائیں مانگی، ایک وقت آیا اللہ نے مہربانی کی کشتی کنارے کے ساتھ جا کر لگی میں نے وہاں پوچھا کہ بغداد کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا اتنے سو کلومیٹر دور بغداد کا شہر ہے میں نے اپنے گٹھڑی اپنی سر پر رکھی اتنے سو کلومیٹر سفر پیدل طے کر کے میں بغداد پہنچا، کہتے ہیں جب میں نے بغداد شہر کی دور سے عمارت دیکھی، میں اتنا تھکا ہوا تھا کہ ایک درخت کے سائے میں گٹھڑی اتاری اور جیسے کوئی گر جاتا ہے میں اسی طرح ہو گیا گہری نیند سو گیا، جب اٹھا تو طبیعت تازہ تھی تو میں شہر کی طرف جانے لگا کہ راستے میں ایک بندہ ملا میں نے سلام کیا میں نے پوچھا بھائی! آپ مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں؟ اس نے کہا آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں اتنا لمبا سفر کر کے مشقت اٹھا کے یہاں آیا ہوں ان سے سبق پڑھنے کیلئے اس نے ٹھنڈی سانس لی! اے نوجوان! تیری مراد پوری نہیں ہوگی، حاکم وقت ان سے ناراض ہو کر ان کو گھر میں نظر بند کر دیا ہے، نہ وہ کسی بندے سے مل سکتے ہیں اور نہ کوئی بندہ ان سے ملنے گھر جا سکتا ہے تو تم ان سے علم حاصل نہیں کر سکتے، وہ نوجوان کہتا ہے کہ یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری مگر میں نے ہمت نہیں ہاری میں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں میں ان کے شہر گیا اور ایک جگہ پر ایک کمرہ کرایہ پر لیا اور اپنی گٹھڑی وہاں پر رکھی۔

یحییٰ بن معین کی درس میں شرکت

اگلا دن ہوا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ بھئی! یہاں درس حدیث کہیں تو ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ جامعہ میں عصر کے بعد ایک محدث ہیں یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جو امام جرح وتعدیل ہیں، اللہ نے ان کو اس علم میں بہت کمال عطا کیا ہوا تھا، وہ راویوں کو صحیح طرح Inalyze کیا کرتے تھے، اور ان کے بارے میں اپنی رائے دیا کرتے تھے، کہنے لگے میں عصر کے بعد مسجد میں چلا گیا ہجوم بھی اتنا تھا کہ آنے جانے کا جگہ نہیں مل رہی تھی، میں بڑی مشکل سے ان سے تھوڑے فاصلے پر جا کر بیٹھ گیا، انہوں نے ایک حدیث کی تلاوت کی اور اس حدیث کی تشریح کی اور تشریح کے بعد وہ سوال جواب کرنے لگے لوگ ان سے مختلف

راویوں کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور وہ بتا رہے تھے کہ یہ راوی ثقات میں سے ہے اور یہ راوی مجروح ہے کہتے ہیں، میں نے بھی سنا تو میں نے ان سے ہشام بن عمار رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا کہ حضرت! آپ مجھے ہشام بن عمار رحمہ اللہ کے بارے میں بتائیں انہوں نے پوچھا وہ چادر والے ہشام میں نے کہا جی! تو کہنے لگے وہ اتنے متقی ہے اگر ان کی چادر کے نیچے تکبر بھی آجائے تو ان کی صفات میں کوئی فرق نہیں پڑتا ان سے عربی سیکھو کہنے لگے جب میں نے سن لیا تو میرے دل میں تار پیدا ہوا کہ میں ان سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھوں تو میں نے دوسرا سوال پوچھا کہ حضرت! آپ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جب میں نے یہ پوچھا تو میرے ساتھ والے جو لوگ تھے انہوں نے مجھے گھٹنے سے پکڑا کہ بیٹھ جاؤ (دلتہ کینہ) میں سوال پوچھ رہا تھا لوگ مجھے کہتے تھے بیٹھ جاؤ میں نے کہا مجھے ایک سوال اور پوچھنا ہے کہا کہ جناب! مجلس کا دستور یہ ہے کہ ایک بندہ ایک دن میں ایک سوال کر سکتا ہے اگر ایک ہی مجلس میں سارے سوال پوچھے تو باقی لوگوں کا کیا بنے گا؟ آپ نے ایک سوال پوچھ لیا بیٹھ جاؤ کہتے ہیں کہ میں نے روتی شکل بنا کر ان سے کہا کہ میں مسافر ہوں مجھے اتنا پتہ نہیں اگر پتہ ہوتا تو اصل سوال پہلے پوچھتا، اب آپ مجھ پر احسان کریں مجھے اپنا اصل سوال کرنے دیں، لوگوں کو ترس آیا اور انہوں نے کہا اچھا پوچھو، تو میں نے ان سے پوچھا یعنی یحییٰ بن معینؒ سے کہ حضرت! آپ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ اندازہ لگائیں حاکم وقت ان کا دشمن اور ان کا مخالف ہے، اس نے ان کو گھر میں نظر بند کیا ہوا ہے وہ ان کا نام نہیں سننا چاہتا اور یہ مجھ سے ان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جب پوچھا تو یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے تھوڑی دیر تک سر جھکا دیا تھوڑی دیر بعد جب سر اٹھایا تو ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا امام احمد بن حنبل امام المسلمین ہیں۔

حصول علم کیلئے بھیک مانگنا

جب انہوں نے یہ کہا تو میرے دل میں شوق بڑھ گیا کہ میں نے ان سے علم حاصل کرنا ہے چاہے جو بھی ہو سمجھ نہیں آتی کے علم حاصل کیسے کروں؟۔ کہنے لگے جب مجلس برخاست ہوئی تو میں نے ایک آدمی سے کہا مجھے امام احمد بن حنبلؒ کا گھر دکھا دو، اس نے کہا اگر پولیس کو پتہ چل گیا تو تمہیں بھی سزا ملے گی اور مجھے بھی، میں یہ مصیبت سر پر کیوں لوں؟ پھر میں نے اسکی منت سماجت کی کہ ہم دونوں چلتے ہوئے ان کے گھر کے سامنے سے گزریں گے آپ اشارے سے بتا دینا کہ یہ اس طرف ان کا گھر ہے، پھر میں جانو میرا کام جانے، آپ صرف اتنی مہربانی کریں، اس نے کہا یہ میں کر دوں گا، وہ مجھے لے گیا اور اس نے مجھے بتا دیا کہ یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا دروازہ ہے میں نے راستہ یاد کر لیا، دروازہ یاد کر لیا اور اپنے

کمرے واپس آ گیا۔ کہنے لگے میں ساری رات سوچتا رہا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے علم حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ پھر میرے ذہن میں ایک تجویز آئی کہ میں ایک بھکاری بنتا ہوں اور بھکاری بن کر ان کے دروازے پر صدا لگاتا ہوں اگر وہ دروازہ کھولتے ہیں تو میں ان سے عرض کروں گا کہ حضرت میں اسی طرح آپکے دروزاے پر بھکاری بن کر آتا رہوں گا، آپ مجھے ایک حدیث یا دو حدیث جتنا موقع مل سکے روزانہ دیجئے میں آپ سے سن کے وہ حدیث یاد کرلیا کروں گا، اگلے دن میں نے اپنے گھٹنے کو ایک کپڑے سے باندھ دیا کہ دیکھنے والے کو محسوس ہو کہ یہ کوئی معذور آدمی ہے اور ایک لاٹھی ہاتھ میں لے لی اور ایک برتن بھی ہاتھ میں لے لیا جیسے فقیروں کے ساتھ ہوتا ہے اور میں باہر نکلا اور بازار میں بھیک مانگنا شروع کردیا، اس دور کے جو فقیر ہوتے تھے وہ روٹی نہیں مانگتے تھے، پیسے نہیں مانگتے تھے صرف ہاتھ آگے بڑھا کر اتنا کہتے اجر کم علی اللہ اجر کم علی اللہ اور ان الفاظ سے لوگ سمجھ لیتے تھے کہ یہ ضرورت مند ہے تو وہ مدد کرلیا کرتے وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے کہا اجر کم علی اللہ اجر کم علی اللہ لوگ میری طرف غور غور سے دیکھنے لگے کہ یہ ۲۰ سال کے نوجوان یہ تو بالکل صحت مند ہے، تروتازہ چہرہ ہے یہ کہاں سے فقیر آ گیا؟ اگر اس کو کوئی ضرورت ہے تو اس کو مزدوری کرنی چاہئے یہ کیوں مانگ رہا ہے وہ بڑی ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے رہتے۔ میں لوگوں کی نفرت بھری اور سوالیہ نگاہوں کو برداشت کرتا رہا، میں نے ذلت کو برداشت کیا صرف اس لئے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے علم حاصل کرنا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی درس تک رسائی

سارا دن بھیک مانگتے مانگتے جب عصر کا وقت آیا جس وقت لوگ اپنے گھر میں ہوتے ہیں چلن پھرن کم ہوجاتی ہے، میں اس وقت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے دروازے پر آ گیا اور میں نے اونچی آواز سے کہا اجر کم علی اللہ اجر کم علی اللہ میری آواز میں اس قدر سوز تھا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جب سنی تو وہ پہچان گئے کہ یہ کوئی بڑے ضرور تمند ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے دروازہ کھولا اور ان کے ہاتھ میں ایک سکہ تھا جو وہ فقیر کو دینا چاہتے تھے انہوں دروازہ کھول کر مجھے اشارہ کیا آؤ بھئی! سکہ لے لو۔ انہوں نے اشارہ کیا تو میں نے کہا کہ حضرت! میں مال کا طالب نہیں ہوں، میں آپکی خدمت میں علم حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا میں نظر بند ہوں میں پڑھا نہیں سکتا آپ آ نہیں سکتے تو میں کیسے پڑھاؤں گا؟ میں نے کہا حضرت! پورے شہر میں بھیک مانگا کروں گا کہ لوگ مجھے بھکاری سمجھے میرے اوپر کوئی شک بھی نہیں کرے اور ایسے وقت میں آؤں گا کہ جب گلی میں کوئی نہ ہو اور آواز لگاؤں گا، آپ دروازہ کھول دینا اگر کوئی دیکھنے والا ہوگا تو ایک سکہ ڈال دیا کریں اور اگر کوئی دیکھنے

والا نہ ہو تو ایک دو حدیث پڑھا دیا کریں، میں روزانہ بس اسی طریقہ سے آپ سے سبق پڑھ لیا کرونگا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کے لئے تیار ہو گئے ، میں سارا دن بھیک مانگنے کے ضمن میں اپنے استاد سے حدیث کا علم پڑھا کرتا تھا، بیس سال کا نوجوان آپ اندازہ کیجئے کہ علم حاصل کرنے کے لئے طلباء نے کیا کیا مشقتیں برداشت کی ہیں، ذلت نفس کو بھی پسند کیا ہے مگر علم کی طلب کو نہیں چھوڑا چنانچہ پورا ایک سال یہ نوجوان امام احمد بن حنبل سے بھیک مانگتے مانگتے ایک یا دو حدیث پڑھتا رہا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اس طالب علم کا اکرام

حتی کہ وہ بادشاہ مر گیا اور اسکے بعد جو نیا بادشاہ بنا وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے عقیدت و محبت رکھتا تھا، بادشاہ بنتے ہی اس نے امام صاحب کی نظر بندی ختم کر دی اور جامع مسجد کے اندر ان کا درس قرآن یا درس حدیث دوبارہ شروع کروادی، جب امام صاحب درس حدیث کے لئے تشریف لائے تو ان کے درس میں لوگوں کا ایک بڑا ہجوم تھا ، یہ کہتے ہیں کہ میں بھی یہاں گیا اور مجمع کی وجہ سے میں قریب نہیں جا سکتا تھا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مجھے دور سے دیکھا تو مجمع کے لوگوں سے کہا کہ مجمع کے لوگو! اس نوجوان کو راستہ دیدو، علم کا حقیقی طالب تو تم میں یہ نوجوان ہے تو طلبا نے بھیک مانگ کے بھی علم حدیث حاصل کیا، اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو بھی علم کے نور سے بھر دیں اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ طلب علم کا یہ سچا جذبہ عطا فرمائیں۔

طالب علمی انتخاب الٰہی

اللہ رب العزت نے ہر انسان کے سامنے کچھ نہ کچھ رکھ دیا ہے کسی کے سامنے اللہ نے کپڑے کو رکھ دیا۔ وہ سارا دن کپڑے کو پھاڑتا ہے پھر کپڑے کو جوڑتا ہے لباس بناتا ہے، ہم اس کو ٹیلر کہتے ہیں درزی ہے اسی میں اس کی زندگی گزر رہی ہے کسی کے سامنے اللہ نے لکڑی کو رکھ دیا ہے لکڑی کو کاٹتا ہے، لکڑی کو جوڑتا ہے، فرنیچر بناتا ہے، ہم اس کو کارپینٹر کہتے ہیں، ساری زندگی اسی کام میں گزر جاتی ہے، کسی کے سامنے اللہ نے اینٹ اور پتھر کو رکھ دیا ہے، وہ اینٹوں کو جوڑتا ہے ، سارا دن مکان بناتا ہے، ہم اس کو مسن کہتے ہیں، اس کی زندگی اسی کام میں گزرتی ہے، کسی کے سامنے اللہ رب العزت نے لوہے کو رکھ دیا وہ لوہے کے پرزوں کو کھولتا ہے اور پرزوں کو واپس جوڑتا ہے ہم اس کو میکینک کہتے ہیں اس کی ساری زندگی لوہے کے پرزوں میں گزر جاتی ہے۔

قیامت کے روز طالب علم کی پیشگی کا توشہ

عزیز طلباء! یہ کتنا اللہ کا احسان ہے کہ کسی کے سامنے اس نے لوہے کو رکھا، کسی کے سامنے پتھر

کو رکھا، کسی کے سامنے کپڑے کو رکھا، کسی کے سامنے لکڑی کو رکھا آپ وہ خوش نصیب ہے کہ آپ کے جھولی میں اللہ نے اپنے قرآن اور نبی علیہ السلام کی فرمان کو رکھ دیا، سبحان اللہ !اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، میرے بندو! میرے لئے دنیا سے کیا لیکر آئے ہو؟ ہم اللہ کی خدمت میں عرض کریں گے، اے اللہ! تیرے کعبے کو جبینوں کو بسایا ہم نے

تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

حقیقت اس کو تو کر دے صورت لے کر

اللہ! صبح ہوتی ہے نوجوان اپنی سائیکلوں پہ، موٹر سائیکلوں پہ، کاروں پہ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جاتے تھے سائنس کی علوم پڑھنے کے لئے مگر ہم وہ فقیر تھے مشکوٰۃ شریف اٹھاتے تھے بخاری شریف اٹھاتے، اوراس کو سینے سے لگا کے ہم مدرسوں میں جاتے تھے اور وہاں بیٹھ کے اللہ کا قرآن پڑھتے تھے نبی علیہ السلام کا فرمان پڑھا کرتے تھے سوچئے! اللہ رب العزت کو کتنی خوشی ہوگی جو میرے دین کے محافظ بنے اورانہوں نے پوری زندگی دین کی حفاظت میں کپادی، گو ہمارے پاس وہ عمل تو نہیں ہے جو ہمارے اکابر کے پاس تھا، لیکن ہم کم از کم اسی راستے پہ چل رہے ہیں، کام وہی کررہے ہیں جو اکابر نے کیا تھا، ان میں اور ہم میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، وہ اصلیت تھی حقیقت تھی ان کے پاس، ہمارے پاس ظاہر صورت ہے بس اتنا ہے، جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو عرض کریں گے۔

تیرے محبوب کی یا رب ! شفاعت لیکر آیا ہوں

حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اے اللہ! ہم مانتے ہیں اقرار کرتے ہیں اپنی گناہوں کا، ہمارے ساتھ صورت کے سوا کچھ نہیں ہے، مگر اللہ! اسی کو قبول کر لیجئے اور امام محمدؒ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائینگے یامعشر العلماء اے علماء کی جماعت! لم اعطِ علمی فیکم لا عذبکم میں نے تمہارے سینوں کو علم کے نور سے بھرا تھا وہ اس لئے نہیں کہ آج میں تمہیں لوگوں کے سامنے عذاب دو تمہیں رسوا کروں جاؤ تم بلا حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ، سبحان اللہ! تو علم کی نسبت سے، مدارس کی نسبت سے اللہ رب العزت ہمیں قیامت کے دن بلا حساب جنت عطا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ اور طہارت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس مدرسے کو اپنا وطن سمجھئے اور اسکو آپ سمجھئے کہ ہم نے زندگی بھی اسی پر گزارنی ہے اور ہم نے موت تک اسی کام میں لگے رہنا ہے۔ (جاری ہے)

(قسط۵۲) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۸۱۔۱۹۸۰ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

آہ! شہید علم حضرت مولانا محمد علی نوراللہ مرقدہ

۱۱محرم الحرام کادن دارالعلوم کے لئے ماتم وشیون کادن بنا کہ دارالعلوم کے ایک قدیم جید اور متبحر بزرگ استاذ حضرت العلامہ الحاج استاذنا المحترم مولانا محمد علی صاحب سواتیؒ صبح دس بجے یکا یک اس دارفانی سے منہ موڑکر واصل بحق ہوئے وصال کا سانحہ بھی عجیب قابلِ غبطہ اور لائق صدرشک شکل میں پیش آیا۔فقہ حنفی کی مستند کتاب ہدایہ آخرین کی درس سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ اچانک دل کا دورہ پڑا چارپائی پرلٹا دئے گئے جسم اتنا ملائم نرم اور ساتھ ہی گرم بھی تھا کہ ہم سب لوگوں کوکافی دیر گذرنے کے باوجود وفات کا یقین نہیں آرہاتھا۔اساتذہ،حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور طلبہ کا ہجوم اردگرد جمع تھا کہ ڈاکٹر نے وفات کی تصدیق کردی ایک رقت انگیز کیفیت سب پر طاری تھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ گریہ سے بے قابو تھے اوردعافرماتے ہوئے مولانا کو''شہید علم'' قرار دیا۔ابھی چند لمحے قبل وہ قرآن وحدیث پرمبنی احکام شرعیہ کی تشریح وتوضیح فرمارہے تھے۔کراماً کاتبین نے دفتر اعمال کا آخری صفحہ درس ہدایہ کی شکل میں قلمبند کیا۔عالم نزع کی حالت میں اورموت کی دہلیز پر قدم رکھتے ہوئے بھی علمی مسائل ومباحث اورکتابوں کی درس

وتدریس کی ایسی مثالیں سلف میں بھی موجود ہیں۔مگر بہت خال خال۔

پونے ایک بجے دوپہر دارالعلوم کے صحن میں سینکڑوں علماء وصلحاء اساتذہ وطلبہ نے باچشم پرنم دارالعلوم کے اس دیرینہ اورمخلص ترین خادم علوم کتاب وسنت اورمشفق استاد کا جنازہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی امامت میں پڑھا۔عام دیدار کے بعدنعش مبارک سوات روانہ کی گئی۔

آپ کی طلباء سے بے تکلفی اورشفقت مثالی تھی مگراس کے ساتھ ضبط ڈسپلن اورامتحانات میں سخت گیری اورطلبہ کے احتساب کی بھی مثال نہیں ان کی وفات سے نہ صرف دارالعلوم بلکہ پورا ملک عہدسلف کےایک معیاری نمونہ اورمثالی شخصیت سےمحروم ہوگیا۔

مولانا محمد علی سواتی کی وفات پرتعزیتی اجتماع میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کا خطاب

قال النبی صلی اللّٰہعلیه واله وسلم موت العالِم موت العالَم موت ہر کسی کوآنی ہےحتی کہ انبیاءعلیہم السلام کوبھی موت آئی کل من علیھا فان مگرفنافنا میں فرق ہے ایک فنا وہ ہے کہ صرف ایک انسان پر طاری ہوجائے جس سےصرف فرد واحد کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں کیونکہ اس آدمی کا مقصدِ زندگی اپنے خوراک،لباس ومکان کیلئے تگ ودوکرنا تھا۔اس کے مرنے سےصرف اس کےاپنے مفادات ختم ہوجاتے ہیں اس کی زندگی کا مقصد صرف اپنی ''انا'' کی الائش وارائش تھا۔ دوسری موت وہ کہ ایک فرد کے مرنے سے اس کے خاندان اورکنبہ کونقصان پہنچے کیونکہ یہ آدمی سارے کنبہ، رشتہ داروں اورعزیزوں کا خیرخواہ ومعاون تھا۔تیسری موت اس شخص کی ہے کہ اس کا مرنا ساری مخلوق کیلئے تکلیف اورمصیبت کاباعث ہو یہ وہ موت ہے کہ آدمی اپنی ذات، خوراک، مکان اورعزیزوں کی فکر ہی نہ ہواورنہ اس کواپنی اولاد اور کنبے کاخیال ہو بلکہ کل مخلوق وقوم کی زندگی کی بہتری کا طلبگار ہو۔اس کی نشست وبرخاست،سونا اوراٹھنا مخلوق کی بہتری اوراصلاح کیلئے ہو، ایسے آدمی کی وفات سے ساری قوم کوتکلیف پہنچتی ہے ایک عالم کی موت درحقیقت عالم کی موت ہے ۔ خاصکر ایسا عالم جیسے حضرت مولانا محمد علی رحمہ اللہ کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعت دین کیلئے وقف کررکھی تھی ،ہم سب پر بلکہ پورے عالم اسلام پر ہر عالم کےاحسانات ہیں آپ نے بخاری شریف میں پڑھا ہے کہ جب تک علماءموجود ہوں اوردرس وتدریس کا سلسلہ جاری رہے، قیامت نہیں آئے گی ۔ قیامت کے آنے سے پہلے علماء کی کمی آجائے گی ۔مقتدر اور باعمل علماء روئے زمین سے اٹھتے چلے جائیں گے اوران کی جگہ جہلاء بیٹھ کر فتاوی دیں گے۔ جس سے خود وہ اورقوم بھی گمراہ ہوجائیگی۔جب تک عالم زندہ ہے اللہ کا نام بھی زندہ رہے گا اورجب عالم نہ رہے گا توتباہی وگمراہی کا آنا پھر یقینی ہے۔یہ علماء ہی کی برکت ہے کہ ہم آج نماز ، حج،زکوۃ وجہاد اوردیگر عبادات ادا کررہے ہیں

اور جب علماء وفات پا کر ان کی جگہ جہلاء لے لیں گے تو پھر دہریت ، الحاد اور زندقہ ہوگا۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ جب روس میں علماء کے وجود کو ختم کر دیا گیا تو اسکی جگہ الحاد اور دہریت نے لے لی۔ اب وہاں اللہ کا نام لینا جرم ہے اور اب آپ کے پڑوس افغانستان میں روسی اپنے نظریات کے پھیلانے کیلئے حملہ آور ہوئے ہیں اور دیندار مسلمان اور علماء جن میں سے اکثریت اس درالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور پروردہ ہیں ان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں بحمد اللہ اب بھی دنیا کے بڑے خطہ میں اللہ کے نام لیوا کثیر تعداد میں موجود ہیں ورنہ جب خدا کا نام لینے والا نہ رہے تو قیامت آجائیگی۔

کتب حدیث وفقہ بغل میں لئے اللہ کے پاس حاضری

آج دارالعلوم حقانیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو جو صدمہ حضرت مولانا مرحوم کی وفات سے پہنچا ہے تو یہ صدمہ بے جا نہیں ۔فی الحقیقت ہم سب کا نا قابل برداشت نقصان ہوا ہے ۔ وہ تو ان شاء اللہ یقیناً جنت الفردوس میں جائیں گے۔ وہ حالت سفر میں تھے۔ فقہ حنفی کی مشہور دینی کتاب ہدایہ ان کے سامنے تھی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی معروف دینی کتاب طحاوی شریف اپنے قریب مطالعہ کے لئے رکھی ہوئی تھی محرم کے مبارک ایام تھے اور اس سے پہلے دو دن باوجود ضعف کے صائم رہے۔ یہ سب برکت کی نشانیاں ہیں۔

مولانا عبدالسمیع دیوبندی کو مولانا مدنیؒ کا عبرت آموز مشورہ

دیوبند میں ہمارے ایک استاد حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمہ اللہ مشکوٰۃ شریف مختصر المعانی وغیرہ پڑھاتے تھے بیمار ہو گئے بیماری بڑھنے پر جب سبق پڑھانے کے قابل نہ رہے تو اس کے اسباق دیگر اساتذہ کو تقسیم کر دئے گئے تاکہ جب تک بیماری میں ہیں طلباء کے درس کا سلسلہ جاری رہے حضرت مولانا رحمہ اللہ نے یہ سوچ کر کہ اب میں بیماری کی وجہ سے سبق پڑھانے کے قابل نہیں رہا، مدرسہ والوں کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا جب ہمارے شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا کہ اے عبدالسمیع کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہو تو تیری بغل میں مشکوٰۃ شریف ہو۔ یہ آپکی کتنی سعادت مندی اور نیک بختی ہوگی ۔اسلئے آپ اپنے نام سے یہ کتاب نہ کاٹیں ، پڑھائے گا کوئی اور مگر فہرست میں بدستور آپ کا نام ہوگا۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا محمد علیؒ کا بھی یہی طریقہ رہا۔ بیماری کا حملہ گزشتہ سال ہوا تھا اس لئے ہم نے اس سال ان کو عرض کیا کہ اس سال صرف آرام کی غرض سے دارالعلوم میں رہیں۔ نقاہت زیادہ ہے اس لئے اپنے آپ پر اسباق کا بوجھ نہ ڈالیں ۔مگر رب العزت کو تو ان کے درجات کو بلند کرنا مقصود تھا تو گھر سے

آتے ہی فرمایا کہ میری کتب کو کیوں تقسیم کردیا گیا ہے اور آتے ہی تدریس شروع کردی اور پھر آخر میں بھی کتب بغل میں لئے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

حقانیہ کی ترقی اساتذہ کے خلوص وتوکل کا نتیجہ

حضرت مولانا محمد علیؒ نے قریباً تیس سال انتہائی شفقت، محبت اور اخلاص سے تدریس کو جاری رکھا، آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دارالعلوم نہ نوابوں کا ہے اور نہ امیروں کا اور نہ اس کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے صرف اللہ کے توکل، حضرت مولانا محمد علی اور آپ جیسے اساتذہ و منتظمین طلباء ومعاونین کے خلوص ہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی خدمت کو قبول فرما کر اتنی ترقی سے نواز رہے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا مولانا مرحوم مجسمۂ اخلاص تھے۔ ہمارے ساتھ معاملہ بھائیوں سے بھی زیادہ بہتر رہا۔دارالعلوم میں عجیب بے تکلفانہ زندگی گزاری۔سارے طلباء اور اساتذہ کیساتھ بے تکلف تھے۔ ہر فن کی ہر کتاب پڑھانے میں ماہر تھے۔حدیث میں ان کو دسترس حاصل تھی فقہ کی اہم کتاب ہدایہ بیس پچیس سال پڑھاتے رہے اور اتنی باقاعدگی اور ناغہ کے بغیر ہر سال رجب کی ۱۵ تاریخ تک اپنی کتابوں کو ختم کردیتے اور طلباء بھی بے حد مطمئن رہتے۔

علم صفت خداوندی کے ساتھ تواضع کی ضرورت

امام بخاری نے غالباً کتاب العلم میں فرمایا ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے پہلے حیات اور پھر علم۔علم کا جب کسی میں اثر آجائے اور علم کا کچھ حصہ حاصل کرے تو خطرہ ہے کہ اس آدمی میں تکبر آجائے تو فرمایا کہ کہ علم کے ساتھ تواضع بھی ضروری ہے۔حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی علم کے ساتھ تواضع کی یہ حالت بھی فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم محمد قاسم اس دیوار سے بھی زیادہ ان پڑھ ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ کی وصیت پر ہمارے تمام اساتذہ اور خاص کر مولانا مرحوم کا پورا عمل تھا اور ساری عمر انتہائی متواضع رہے۔ اگرچہ مجھ سے کبھی انہوں نے ذکر نہیں کیا۔مگر مختلف ذرائع سے مجھے معلوم ہوتا ہے رہا کہ پاکستان کے بڑے بڑے مدارس والوں نے وقتاً فوقتاً حضرت مولانا کو بڑی تنخواہوں کی پیش کش کی مگر وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جنازہ اسی دارالعلوم سے نکلے گا۔

تلامذہ علم کا فیضان اور جہاد افغانستان صدقہ جاریہ ہے

عظیم قناعت اور تواضع کے مالک اور علوم کے جامع تھے۔آپ سب طلباء اور گزشتہ فضلاء کرام نے انہی اساتذہ کرام سے اسباق پڑھے ہیں تو اب انہی کے علوم پھیلاؤ گے۔انہی اساتذہ میں سے مولانا مرحوم بھی ہیں اور آپ دارالعلوم کے تمام فضلاء کے اشاعت دین کا یہ سلسلہ بھی انکے صدقۂ جاریہ میں شمار ہوگا۔

ابھی عرض کر چکا ہوں کہ آج افغانستان میں بیشتر فضلاء جہاد میں مصروف ہیں یہ انہی اساتذہ جن میں حضرت مولانا محمد علیؒ بھی شامل ہیں کی موت کے بعد اس کا اجر وثواب ان کے لئے صدقات جاریہ کی حیثیت سے ان کے نامۂ اعمال میں محسوب کیا ئے گا۔

اس وقت ملک وبیرون ملک دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء کرام تدریس وتبلیغ ودیگر دینی امور سرانجام دے رہے ہیں جوانہی اساتذہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے اوراس کا اجروثواب بھی حضرت مولانا مرحوم ویگر اساتذہ ومعاونین دارالعلوم کے حصہ میں آئے گا۔اس میں بڑاحق اساتذہ کا ہے۔

بھائیو! دارالعلوم میں بہت بڑی خلا پیدا ہوگئی ہے ہم ایک بڑے مقتدر استاد سے محروم ہوگئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولاناؒ کے علمی کمالات ، اخلاق ، دینداری ،حسن سلوک ، کی نظیر ملنا مشکل ہے۔تیس سال میں کسی کو سخت بات نہ کہی ۔ رب العزت ان کو جنت الفردوس نصیب فرما کر ان کے خاندان، اہل وعیال طلباء ،لواحقین اور مدرسہ پران کے انوار وبرکات قائم ودائم رکھے۔اوراس خلاء کو احسن طریقے سے پرفرمادے۔

مولانا حضرت مفتی محمودؒ تابندہ درخشندہ صفات

اکابرعلماء جارہے ہیں قریبی دنوں میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ جوعلم وسیاست کی عظیم ہستی تھی ۔انتقال فرماگئے انہوں نے پاکستان میں علم اورعلماء کے وقار کو بلند کیا اور علماء کوعزت کا مقام دیا حکومت اورانگریزی خوان بھی ان سے خائف تھے اورسب پران کا رعب تھا۔انگریز علماء کوذلیل کرنے کی جونا کام کوششیں کیں وہ ہم کومعلوم ہیں انہوں نے علماء اور مذہب اسلام کولوگوں کی نظروں سے گرانے کیلئے ہرحربہ استعمال کیا تھا یہ مفتی محمود رحمہ اللہ ہی تھے کہ انہوں نے علماء دوبارہ علماء کو باعزت مقام دلانے کیلئے ان طبقوں کو اپنے جرأتمندانہ اقدام اورعلمی مہارت سے الزامی اورتحقیقی جوابات کے ذریعے مرعوب کردیا تھا۔وزیراعلیٰ جیسی مسند پر بیٹھ کر جب کہ وہ کروڑوں روپے پیدا کرسکتے تھے۔فقیرانہ زندگی بسر کی اوراپنے لئے مکان تک نہ بنایا۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ کئی لوگوں نے مالی ذرائع سے ان تک رسائی اورفوائد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے سارے دنیاوی جاہ وجلال کوٹھکرادیا۔

حضرت تھانویؒ کی ملاقات کیلئے ایک آدمی یورپ سے آیا اورسوال کیا کہ آپ نے بیان القرآن کے نام سے قرآن کی ایک ضخیم تفسیر مرتب کی تو قوم نے آپ کواس کا کیا عوض اورصلہ دیا۔حضرت نے فرمایا ہم یہ دینی خدمات اللہ کی رضا کیلئے کررہے ہیں اس میں عوض لینے کی ہم کوکوئی ضرورت نہیں۔مفتی محمودؒ نے دنیا اوراہل دنیا کو دکھا دیا کہ اس دین میں اتنی برکت اورقناعت ہے کہ جب ایک دیندار آدمی بڑے سے بڑے عہدہ پر بھی فائز ہوجاتے وہ سب دنیاوی آسائشوں کوٹھکرا دیتا ہے۔حضرت مولانا محمد علی رحمہ اللہ بھی جاہ

وجلال کے طالب نہ تھے۔

رب العزت اس امت کو اکابر سے محروم نہ فرماویں۔مولانا محمد علیؒ کی موت موت العالم ،موت الطلباء، موت دارالعلوم ہے۔ان کا علمی سلسلہ بند ہوا۔رب العزت ان پر رحمت نازل فرما کر جن علماء واساتذہ کا زمانہ قریب وبعید میں انتقال ہوا سب کو رحمت کاملہ سے نوازے۔دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے مگر مولانا کے اتنے کمالات ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما کر ان کے لواحقین ،طلباء وفضلاء کرام کو صبر جمیل اور ہم سب کو ان کی تبلیغی وتدریسی سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ اگر یہ سلسلہ ختم ہوا تو پھر قیامت کے آثار ہیں۔امین

تعمیر دارالحفظ والتجوید کا آغاز

دارالعلوم میں ایک عرصہ سے حفظ وتجوید قرآن کریم کے لئے وسیع پیمانہ پر علیحدہ مستقل شعبہ کے قیام کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی جہاں اس شعبہ کی کلاسیں اور رہائشی کمرے بچوں کی تربیت کی ساری ضروریات موجود ہوں۔اس سال بحمداللہ اس شعبہ کے لئے ڈیڑھ کنال پر مشتمل ایک رقبہ حاصل کیا گیا اور۱۹؍دسمبر بروز جمعۃ المبارک ۱۱بجے صبح حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اساتذہ واراکین طلبہ کی موجودگی میں اس عمارت کا سنگ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔تقریباً ڈیڑھ کنال پر پھیلے ہوئے اس بلاک کی تعمیر وتکمیل پر تقریباً پانچ لاکھ روپے اخراجات کا تخمینہ ہے۔اس کے دائیں جانب متصل عیدگاہ ایک قطعہ دارالعلوم کے قبرستان کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔اس موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث نے اس احاطہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔جواب حضرت شیخؒ کی آخری آرام گاہ اور مقبرہ حقانیہ کے نام سے موسوم ہے۔اس کی احاطہ بندی مکمل ہوگئی ہے۔دارالحفظ والتجوید کا کام نہایت تیزی سے جاری ہے۔

ایک ہونہار طالبعلم کی شہادت

۴دسمبر ۱۹۸۰ء بروز جمعرات دارالعلوم میں ایک حادثہ فاجعہ پیش آیا۔دارالعلوم کے ایک نہایت بااخلاق دیندار اور ہونہار طالب علم مولوی محمد حنیف وزیرستانی جو ابتداء سے یہاں زیر تعلیم تھے اور اس سال دورۂ حدیث میں شریک تھے ،عنقریب فارغ التحصیل ہونے والے تھے۔نماز فجر کی تیاری میں سڑک پار کرتے ہوئے ایک تیز رفتار کار کی زد میں آگئے اور دماغ پر شدید چوٹیں لگیں انہیں فوراً نوشہرسول ہسپتال پہنچایا گیا۔کچھ دیر بعد احقر اور مولانا سلطان محمود نے ہسپتال پہنچ کر انہیں پشاور منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔مگر مرحوم طالب علم نے راستہ ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ان کی میت ان کے آبائی گاؤں وزیرستان پہنچائی گئی۔بعد میں دارالعلوم کے ایک معزز استاد مولانا عبدالحلیم صاحب دیروی اور سرکردہ طلبہ تعزیت کے لئے ان کے گاؤں گئے۔مرحوم طالب علم کے بوڑھے والد نے ایمان باللہ اور رضاء بقضاء حادثہ کے ذمہ دار ڈرائیور کے

عفو وصفح کا عجیب ایمانی مظاہرہ کیا۔شہید طالب علم نہایت خاکسار مزاج کے مالک تھے ۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ خدمت کا نہایت قریبی تعلق رہا۔حضرت کی مسجد میں رہتے ۔ان کی اچانک وفات سے پورے حلقہ دارالعلوم کے طلبہ اوراساتذہ کو صدمہ پہنچا۔

مولانا محمد نبی محمدی کی آمد

افغانستان میں روس سے برسر پیکار جماعت حرکت انقلاب اسلامی کے امیر مولانا محمد نبی محمدی صاحب سفر حج وبلاد اسلامیہ سے واپس ہوئے۔تو مہاجرین ومجاہدین نے دارالعلوم حقانیہ میں استقبال کا فیصلہ کیا اوراطراف واکناف سے سینکڑوں کی تعداد میں دارالعلوم پہنچ گئے ۔۲ بجے مولانا محمد نبی صاحب امیر المجاہدین اپنے ساتھیوں اورایک دوسرے مقتدر راہنما مولانا نصراللہ خان کی معیت میں دارالعلوم پہنچے۔ استقبال کے لئے جمع ہونے والے مجاہدین اورمہاجرین سے مؤثر خطاب کیااورسب سے پہلے دارالعلوم میں آمد کواپنے لئے فال نیک قرار دیا اوراسے علم وہدایت اور جہاد ودعوت کا اہم ترین سرچشمہ قرار دیا اورکہا کہ آج اس ادارے کے فیض سے افغانستان میں علماء اورطلباء مصروف جہاد ہیں۔انہوں نے مولانا محمد علی صاحب مدرس دارالعلوم اورمولانا مفتی محمود صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کیا اورحضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی صحت کے لئے دعا کی ۔اس موقع پر دارالعلوم کی طرف سے احقر نے استقبالیہ کلمات کہے۔

۱۳ردسمبر: دارالعلوم کے سہ ماہی امتحانات شروع ہوئے۔

واہ میں مفتی محمود کی یاد میں جمعیت طلباء کے پروگرام میں شرکت

۲۸ردسمبر: کواحقر نے لوسر شرفو واہ کینٹ میں جمعیۃ طلباء اسلام کی دعوت پر مولانا مفتی محمود صاحب کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی تقریب میں شمولیت کی ۔

واردین وصادرین

حسب سابق دارالعلوم میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے متعدد حضرات نے قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی اوردارالعلوم کا معائنہ فرمایا ان میں مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی ۔ جناب مولانا پیرکرم شاہ الازہری ، جناب حاجی فقیر محمد صاحب سابق وفاقی وزیر، مولانا زاہد الراشدی صاحب، جناب مولانا کوثر نیازی صاحب سابق وفاقی وزیر، جناب عزیز بھٹی صاحب سابق ایم این اے، جناب مولانا محمد بنوری صاحب، جناب ڈاکٹر عبدالوحد صاحب، ہالے پوتا صاحب اسلام آباد، جناب مولانا زاہد الحسینی صاحب ،جناب سید پرویز صاحب جوائنٹ سکرٹری وزرات مذہبی امور اسلام آباد شامل تھے۔

حضرت مولانا اسعد مدنی کی حقانیہ تشریف آوری اور خطاب

۷ جنوری ۱۹۸۱ء جانشین شیخ الاسلام رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد اسعد مدنی صدر جمعیۃ العلماء ہند، ، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ایشیائی اجلاس منعقدہ اسلام آباد میں شمولیت کیلئے مختصر دورے پر پاکستان تشریف لائے۔ اس بار بھی انہوں نے کثیر مشاغل سے وقت نکال کر صوبہ سرحد کا دورہ اپنے محبوب بزرگ بقیۃ السلف مولانا عزیز گل مدظلہ، اسیر مالٹا، اور اپنے استاد حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی زیارت کیلئے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہاں پہلے سے حضرت مولانا اسعد مدنی نے رات گذارنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء کرام نے والہانہ استقبال کیا۔

مہاجرین افغانستان کے بڑے کیمپ کا معائنہ

دارالعلوم کی طرف سے مولانا انوارالحق صاحب، مولانا سلطان محمود صاحب ناظم، دارالعلوم کے ایک خادم خاص جناب ممتاز خان صاحب انہیں لینے پشاور کے ہوائی اڈہ اور پھر مولانا عزیز گل مدظلہ کے گاؤں سخا کوٹ میں موجود تھے اور آخر تک ساتھ رہے اکوڑہ خٹک آمد سے قبل راستہ میں انہوں نے اضا خیل بالا کے قریب مہاجرین افغانستان کے ایک بڑے کیمپ کا بھی معائنہ کیا اور ان لوگوں سے تبادلۂ خیال کیا۔ دارالعلوم میں اچانک آنے کے باوجود سینکڑوں معتقدین بھی جمع ہوگئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے تفصیلی تبادلۂ خیالات اور ملاقات ہوئی۔ دارالعلوم کے نئے کتب خانہ کے ہال میں آپ کو عشائیہ دیا گیا۔ بعد ازعشاء دارالحدیث میں جو سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ معزز مہمان نے نہایت فاضلانہ خطاب فرمایا رات دارالعلوم میں گذارنے کے بعد صبح سویرے حضرت مولانا مدظلہ العالی عازم اسلام آباد ہوئے۔

ریڈیو پاکستان پر شیخ الحدیث اور دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں پروگرام نشر ہونا

جنوری کے دوسرے ہفتہ میں ریڈیو پاکستان پشاور نے دارالعلوم آکر حالات ریکارڈ کرائے حضرت شیخ الحدیث، میرے اور دیگر حضرات کے انٹرویو بھی لئے جسے دوسرے دن ریڈیو پاکستان نے پورے آدھا گھنٹہ نشر کیا۔

آہ! حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی

یا اسفا! قلم کا جگر کیوں شق نہ ہو اور دل ودماغ کیوں جواب نہ دے بیٹھیں جبکہ کسی ایک متاع عزیز کے کھوجانے کے ماتم وشیون سے فارغ ہوئے بغیر لگاتار اپنی ساری متاع دین ودنیا سے ایک ایک کرکے محروم ہونا پڑے۔ ایسا لگتا ہے کہ علم وفضل، زہد وتقویٰ، جہاد وریاضت کے سارے تارے ٹوٹ کر ہم غمگساروں کو شب دیجور کے حوالے کررہے ہیں......

دیکھو جسے ہے راہ فنا کی طرف رواں
تیرے محل سرا کا یہی راستہ ہے کیا؟

ابھی ہم محمودالملت والدین مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کے غم سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ یکا یک ملت کے غمخوار، عمر بھر حق وصداقت کیلئے باطل سے برسر پیکار اور چراغ مصطفوی کی حفاظت کے لئے شرار بولہبی سے ستیزہ کار مرد مجاہد، بطل جلیل حضرت مخدومنا ومولانا غلام غوث ہزاروی نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ، دبستان شیخ الہند رحمہ اللہ سے وابستگی اور قریبی تعلق کی وجہ سے مغربی سامراج بالخصوص برطانیہ سے نفرت وعداوت گویا گھٹی میں پڑ گئی تھی۔ تقسیم ہند سے قبل تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو اس میں نمایاں کردار ادا کیا۔ علماء حق کا شیرازہ مجتمع کرنے کی فکر دامنگیر ہوئی تو ۱۹۵۶ء میں حضرت شیخنا واستاذنا مولانا احمد علی لاہوریؒ کی سرپرستی وقیادت میں جمعیۃ العلماء اسلام کو وسیع پیمانے پراز سر نو منظم کیا۔ مولانا مرحوم پہلے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے اور حضرت لاہوری قدس سرہٗ جمعیۃ کے پہلے امیر، اور پھر جب علماء کے بچھڑے ہوئے قافلہ کی ترتیب اورنئی شیرازہ بندی میں منہمک ہو گئے تو اخلاص جوش عمل اور سوز دروں کا زادِراہ لیکر اس کام میں وہ وہ صعوبتیں اور مشقتیں اٹھائیں کہ الامان الحفیظ۔ بڑوں کے ناز اور ہمعصروں کے نخرے اٹھائے، چھوٹوں کی منتیں کیں۔ بزرگوں کے بستر اور جوتے اٹھا اٹھا کر اور خوشامد کر کر کے انہیں مدرسہ وخانقاہ کے گوشہ ہائے عافیت سے نظم وجماعت اور جہاد وسیاست کی رزم گاہ میں کھینچنا چاہا اسی اثناء روکھی سوکھی پر گذارا کرتے رہے۔ جو قوت لا یموت ملی بھی اسے اس دور میں جمعیۃ کے آرگن ''ترجمان اسلام'' کے زندہ رکھنے میں خرچ کیا، یہاں تک کہ موٹا جوٹا کھدر قسم کا جو ایک جوڑا تھا۔ جمعیۃ کے دفتر دہلی دروازہ میں قیام کے دوران اسکی دھلائی بھی قیمتاً نہ کر سکتے تو خود لنگی باندھ کر اسے دھو لیتے کہ بچے ہوئے پیسے اخبار کے اخراجات میں لگ جائیں گے۔

یہ سارا عرصہ دین کی اشاعت باطل کے تعاقب اور جماعتی تنظیموں کے سلسلہ میں ہر صبح سفر، ہر شام سفر کا مصداق رہا مگر سفر بھی کیسا کہ بغل میں چھوٹا سا بستہ ایک جوڑا کپڑے اور حوالہ کیلئے فرق باطلہ کی دو چار کتابیں روکھی سوکھی خشک روٹی، تھرڈ کلاس میں سوار ہوئے جگہ نہ ملی تو چپکے سے کسی کونہ میں چادر بچھا کر بیٹھ گئے۔ رات بھر پاؤں پھیلانے کی کوئی جگہ نہ ملی تو بیٹھنے کی نشستوں میں کسی سیٹ کے نیچے چادر بچھا دی اور لیٹ گئے منزل مقصود پر پہنچے، خرمن باطل پر یلغار کر دی، اگر کسی جگہ داخلہ پر پابندی ہے تو جُل دے کر یہ جاوہ جا اور اب کسی اور محاذ پر شبخون مارنے کے درپے ہیں، نہ صلہ کے طالب نہ ستائش کی تمنا اور نہ میزبان کی میزبانیوں سے لطف اندوز ہونے کی فرصت وخواہش۔

مولانا کی ایک بڑی نایاب ونادر خوبی سیاست کے ہنگاموں، سٹیج کے شور وشر، بحث ومناظرہ کی گرما گرمی کے ساتھ ساتھ زہد وریاضت اور اوراد ووظائف، شب بیداری اور اپنے رب سے سوز وگداز کے روابط کا برقرار رکھنا تھا جو اس دور میں عنقا سے کم نہیں۔ وہ بلا شبہ باللیل رھبان وبالنھار فرسان (رات

کوراہب دن کوشہ سوار) کانمونہ تھے۔جام شریعت کے ساتھ سندان عشق نباناتو سنتے ہیں ۔مگر خارزار سیاست میں شریعت وطریقت کے ساتھ ساتھ سوزوسازرومیؒ اور پیچ وتاب رازیؒ کی قبائے افتخارکوبھی تارتار ہونے سے بچا کر چلنا اس ضیغم اسلام ہی کا کام تھا۔

کون کون سی ادا اورکون کون سے خوبی ہے جس سے ہمارے ان بزرگوں کاگلشن حیات مالا مال نہیں۔ وہ جب گذر جاتے ہیں تو ہمیں قدر آتی ہے ۔ پھر ایک ایک بات کولوگ لئے روتے ہیں کہ زمانہ نہایت بانجھ ہوتا جارہاہے مہیب خلاؤں کا سماں ہے ۔ مولانا مرحوم کاذکر چلا تو عنان قلم روکنے سے بھی نہ رک سکا۔مولانا رحمہ اللہ کے جنازہ پر جاکر زیارت اور کاندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی ۔فقر وقناعت ، زہد وتقویٰ جہاد وسیاست ،حمیت وشجاعت کا یہ گنج گرانما سپردخاک کردینے کے بعد جب ہم لوگ دیار لیلیٰ کی تنگ گلیوں سے گذرتے ہوئے واپس ہورہے تھے۔توایک ثقہ متدین قسم کے بزرگ نے مجھے ایک واقعہ سنایااوراسی واقعہ پران سطورکوختم کرتا ہوں۔

ناموس ختم نبوت پراکلوتے بیٹے کی آخری دیدار کی قربانی سنت ابراہیمی کی تابندہ مثال

’’مولانا مرحوم کے جوش وجوانی کادور تھا۔اب جبکہ وہ نرینہ اولاد سے محروم دنیا سے کوچ کر گئے مگر مولانا کی نرینہ اولاد پیداہوئی ایسے ایک موقع پرمولانا کا صاحبزادہ اکلوتا بیٹا جوبڑھاپے کاسہارا بن سکتا تھا۔ شدید بیمار ہوا۔ بیماری سکرات موت کی حدود میں داخل ہوئی کہ اچانک بالاکوٹ سے اطلاع آئی کہ وہاں قادیانیوں نے پرپرُزے نکال لئے ہیں اورفوراً پہنچنے کی ضرورت ہے ۔مولانا نے جان بلب لخت وجگر کواسی حالت میں چھوڑادیا۔تقریرومناظرہ کی کتابیں بغل میں اٹھائیں اورچل پڑے ۔لوگوں نے بے حدروکا کہ بچے کی حالت مخدوش ہے ۔فرمایاتم لوگ موجود ہواوروہاں ناموس ختم نبوت کےتحفظ کی بات ہے ۔ روانہ ہوئے ۔ابھی بفہ کی ذیلی سڑک سے بالاکوٹ جانے والی سڑک پر پہنچے تھے کہ کسی نے نورنظر بیٹے کی وفات کی اطلاع دی ۔ فرمایا تم لوگ دفن کردینا ۔ اللہ نے اپنی امانت واپس لے لی۔ مجھے بالاکوٹ پہنچ کر قادیانیوں کا تعاقب کرنا ہے ۔اللہ اوررسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات ہر چیز پرمقدم ہے ۔

مولانا رحمہ اللہ نے بیٹے کے آخری دیدار اور پدری شفقت ومحبت کوبھی ناموس دین پرقربان کردیا اور اپنی روحانی مقتداء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی کی ایک اورتابندہ مثال قائم کردی ۔ مجھے خیال آیا کہ کیا عجیب آج شام بھی ملاء اعلیٰ ایک بارپھر اس ندائے ربانی سے گونج اٹھی ہوکہ : وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ(الصافات:۱۰۴،۱۰۵) يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:۲۹،۳۰)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

بدفالی ایک شرکیہ فعل

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (الاعراف:۱۳۱)

درحقیقت انکی فال بدتو اللہ کے پاس تھی مگران میں سے اکثر بے علم تھے۔

قَالُوۡا طَآئِرُكُمۡ مَّعَكُمۡ اَئِنۡ ذُكِّرۡتُمۡ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ (یٰسین:۱۹)

رسولوں نے جواب دیا تمہاری فال بدتو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہوئی ہے کیا یہ باتیں تم اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی۔اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔

نیک اور بدفال قرآن کی روشنی میں

میرے محترم سامعین! جو آیاتیں میں نے آپکے سامنے تلاوت کیں، یہ سورۃ اعراف اور سورۃ یٰسین کی ایک ایک آیت کے ٹکڑے ہیں، اسمیں فال کا ذکر آیا ہے، تطیر دراصل پرندے یا جانور سے فال لینے کو کہتے ہیں۔مشرکین عرب کی یہ عادت تھی کہ کسی کام کو شروع کرنے سے قبل پرندوں اور حیوانات کے اڑنے اور گزر جانے سے فال لیتے تھے۔لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خرافات اور بے حقیقت باتوں کو یکسر منع اور ختم فرمایا اور ذات باری تعالیٰ پر یقین کامل بنانے کو کہا اور لوگوں سے فرمایا کہ یہ صورت تو حصول نفع کیلئے موثر ہے اور نہ دفع مضرت کیلئے نافع۔

اہل جاہلیت جب کسی کام کا ارادہ کرتے یا سفر پر روانہ ہوتے تو پہلے وہ لوگ کسی پرندے کو پکڑ کر چھوڑ دیتے تھے جب وہ سیدھا اڑ جاتا تو اس سے النا طح یا المنطح کہتے اور اس پر عمل پیرا ہو کر نیک فال تصور کرتے اور وہ سر انجام دیتے اور جب پرندہ پچھلی طرف اڑتا تو اسے القاعد بالعقید کہتے اگر کوئی پرندہ اس طرف اڑتا تو وہ کام یا سفر چھوڑ دیتے، اس طرح دائیں طرف اڑنے والے پرندے کو السبانح کا نام دیتے، بائیں جانب اڑنے والے پرندے کو اطبارح کہتے۔بدفالی چونکہ ایک شرکیہ عمل ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔پہلی آیت شریف میں جو تطیر یا بدفالی یا شؤم کا ذکر ہے تو یہ اس وجہ سے کہ جب فرعون اور اسکی قوم کو صحت و عافیت، کشادگی اور رزق کی نعمتیں کثرت سے میسر آتی تو خوشی سے

پھولے نہ سماتے اور کہنے لگے کہ ہم ہی اس کے صحیح اور حقیقی حقدار ہیں اور اس کے برعکس جب ان پر مصائب اور قحط سالی وغیرہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے تو فوراً اپنی اصل بے ہودگی بکواس پر اتر آتے اور کہتے کہ یہ مصائب و آلام حضرت موسیٰؑ اور اس کے ماننے والوں کی وجہ سے نازل ہوئے ہیں انکی اس بیہودگی اور دروغ گوئی کی تردید اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی:

فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤٮِٕرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ (الاعراف: ۱۳۱)

"جب ان پر اچھا دور آتا تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق ہیں اور جب بُرا دور آتا (یعنی تکلیف اور آلام) آجاتے تو موسیٰؑ اور اس کے ساتھیوں کو اپنے لئے فال بد ٹھہراتے، حالانکہ درحقیقت ان کے فال بد تو اللہ کے پاس تھے، مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے"

اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا آیت میں واضح فرمایا کہ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤٮِٕرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ کہ یہ مصائب آلام اور عذاب خداوندی تمھارے ہی کفر تکذیب آیات اور اسکے رسول کو جھٹلاتے کی پاداش میں نازل ہوئے ہیں وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ یعنی ان کی اکثریت احمق، جاہل اور بے وقوف ہے وہ عمل اور فکر سے کام نہیں لیتے اگر ذرہ بھی عقل وفکر؛ سوچ اور سمجھ سے کام لیں تو ان پر یہ بات عیاں ہو جائے کہ ہمارے پیغمبر حضرت موسیٰؑ کی ہدایات میں تو سراسر خیر و برکت، سعادت دارین اور کامیابی ہے اور ان انعامات سے وہی شخص بہرہ مند ہوسکتا ہے جو سچے دل سے ایمان لائے اور ہمارے پیغمبر کی اطاعت کرے۔

شومئی قسمت بدفعلی کا نتیجہ: مفسرین کرام نے یہ بھی معنی لکھا ہے کہ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤٮِٕرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ کہ جن جن مشکلات میں تم گر گئے ہو اور جو مصیبت تم پر نازل ہوئی ہے وہ صرف تمہارے ہی برے کردار، کفریہ عقائد اور انبیاء و مرسلین کی مخالفت کی وجہ سے نازل ہوئی ہے ہماری وجہ سے نہیں، تمہاری شقاوت قلبی بغاوت، سرکشی تمہارے سامنے آئی ہے۔ کیونکہ باغی اور ظالم کی بدفالی خود اسکے اپنے اندر موجود ہوتی ہے، دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا أین ذکرتم مطلب کہ ہم نے تمھارے خیر خواہی کے بنا پر تمہیں نصیحت کی تھی اور توحید پر کاربند رہنے کیلئے تم کو کہا تھا لیکن تمہاری شومئی قسمت اور شقاوت قلبی کا یہ عالم ہے کہ تم نے اس قسم کے نازیبا الفاظ سے ہمیں جواب دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ تم بالکل حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔

بدفالی احادیث کی روشنی میں:

عن ابی ھریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لا عدویٰ ولا طیرة

ولاھامة ولا صفر زاد مسلم عن انس ولا نوء ولا غول وفی روایة لا عدوی ولا طیرة ویعجبنی الفال قالوا وما الفال قال الکلمة الطیبة

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں نہ فال بد کوئی چیز ہے، نہ اُلو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے اور نہ ہی (ماہ) صفر کچھ ہے۔''

صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ مجتھد اور بھتبون کا بھی کوئی وجود نہیں ہے اور مسلم و بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہے اور نہ فال بد کوئی چیز ہے اور نہ مجھے فال پسند ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ فال کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اچھی بات کو فال کہتے ہیں۔

حدیث شریف آپ نے سنی اس میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔ عداوی یہ ایک متعدی مرض ہے جو ایک بیمار بندے سے دوسرے کو لگتی ہے چونکہ ہر بیماری کی جراثیم الگ الگ ہوتی ہیں۔ یہ بھی بتا تا جاؤں کہ جراثیم بھی دو قسم کے ہیں پہلی قسم وہ جراثیم جو انسان کے جسم اور بدن کے اندر خود بخود موجود ہوتے ہیں۔ جو خوراک ہم اور آپ روزانہ کرتے رہتے ہیں اس خوراک سے قدرتی طور پر جراثیم بنتے رہتے ہیں جو انسان کے مختلف امراض لاحق ہونے پر دفاع کرتے ہیں، دوسری قسم جراثیم وہ ہیں جو ہوا کے ذریعہ سے ہمارے جسم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں یہ بھی کبھی انسان کو بیمار اور کمزور کر دیتے ہیں اور کبھی نفع بخش بھی ہوتے ہیں۔

اصل میں باہر سے جو ضرر رساں جرثومے یا جراثیم۔ مثلاً بیکٹیریا ہوا کے ذریعے سے اندر پھیپڑوں میں جاتے ہیں اگر انسان کے اندر کے جراثیم طاقتور اور مضبوط ہیں تو باہر کے جراثیمی لشکر کو شکست دیکر انسانی جسم کو مرض اور شکست وریخت سے بچاتے ہیں اور اگر اندر کے جراثیمی لشکر یا سپاہی دفاعی پوزیشن میں نہیں تو پھر وہ ہتھیار ڈال کر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ تب انسانی جسم کا یہ مضبوط اور محفوظ قلعہ دھڑام سے گر جاتا ہے اور انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا عدوی السلام متعدی بیماری کو نہیں مانتا، اب حدیث تو بتاتی ہے کہ اسلام کے اندر متعدی مرض با الفاظ دیگر ایک مریض کی جراثیم دوسرے انسان صحیح الجسم کی بدن میں نہیں داخل ہو سکتے جبکہ موجودہ دور کی سائنس وٹیکنالوجی یا تحقیق جدید بتاتی ہے کہ بعض بیماریوں کے جراثیم دوسرے صحیح الجسم انسانوں کے جسموں کے اندر داخل ہو سکتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ حدیث اور جدید تحقیق کے درمیان کوئی ٹکراؤ یا منافات نہیں وہ اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی انسان کا عقیدہ کمزور ہو، دل مضمحل ہو، شکی مزاج ہو، وہ بندہ کسی دوسرے بیمار بندے کے ساتھ ملنے جلنے، ساتھ کھانا کھانے وغیرہ سے اجتناب اور پرہیز کریں اسلئے آپؐ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ فَرَّمن الجزوم کفرارك من الاسد او کماقال یعنی مجزوم بیمار سے یوں بھاگو جیسا کہ کوئی شیر یا چیتا سے ڈر کے مارے بھاگتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجزوم بیمار بندے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ اسکا کیا پوچھئے وہ عقائد درست کرانے کیلئے ہی تشریف لائے ہیں۔اس لئے میں کہتا ہوں کہ تطبیق دونوں قولی اور فعلی روایتوں میں یہ ہوئی کہ کمزور عقیدہ والے افراد تو کسی بیمار کے ساتھ احتیاط سے بیٹھا کریں اور مضبوط عقائد والے افراد جن کے دل عقیدۂ توحید سے منوّر ہیں قضاو قدر پر کامل یقین رکھتے ہیں اور خداوند قدوس کو بذات مؤ ثر مانتے ہیں وہ لوگ کسی مریض سے کم ہی متاثر ہوتے ہیں ورنہ پھر تو دنیا میں کوئی ایک بندہ بھی صحیح وسالم یا تندست نہ ہوتا، بہرحال لا عدوٰی متعدی بیماری نہیں اس جملے کی تشریح تو ہوگی۔

فال کی دوقسمیں: دوسرا جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:ولا طیرۃ اسلام میں بدفالی نہیں، فال دوقسم کی ہوتی ہیں: نیک فال، بدفال۔فال نیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پسند فرماتے تھے

امام ترمذی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے:

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج لحاجتة یجب ان یسمع یا نجیح یاراشد

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مقصد کیلئے باہر تشریف لاتے تو آپ کی خواہش ہوتی تھی کہ آپؐ یہ آوازسنیں، اے کامیاب، اے بھلائی پانے والے۔

ابی داوٗد کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان لا یتطیر من شی وکان اذا بعث عاملاً عن اسمہ فاذا اعجبہ فرح بہ وان کرہ اسمہ رأی کراھیة ذالك فی وجھہ

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے فال نہیں لیتے تھے جب کسی شخص کو کسی خاص مہم پر روانہ کرتے تو اس سے پوچھتے تمہارا نام کیا ہے اگر نام اچھا ہوتا تو خوش ہوتے اور اگر اسکا نام اچھا نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کراہت کے اثار نظر آنے لگتے۔

فال نیک اور بد میں فرق: اب اس مذکورہ جملہ تطیر کے معنی ہوئے فال بد، اس لئے فال بد لینا اسلام نے حرام ٹھہرایا،اس سے منع فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فال بد تو کسی شئی سے نہ لیتے تھے،لیکن فال نیک ضرور لیتے ان دونوں میں فرق ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں کے ذریعہ سے جھاڑ پھونک کو جائز قرار دیا ہے جبکہ شرکیہ الفاظ کے ساتھ جھاڑ پھونک کی ممانعت کردی گئی ہے۔

محترم سامعین اب وقت کم ہے،اوراس حدیث کے ضمن میں تفصیلات کافی زیادہ ہیں،ان شاء اللہ اگر زندگی باقی تو آئندہ موقع پر مزید تفصیلات کا تذکرہ کرنے کی کوشش کروں گا، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح توحید کا عقیدہ نصیب فرما کر آخری وقت بھی توحید والے کلمے اور تصدیق کے ساتھ موت عطا فرمائے۔امین

جناب اوریا مقبول جان
معروف کالم نگار

خوفزدہ نیویارک

یہ ایک چھوٹا سا منظر نامہ ہے اس دنیا کا جو اس شہر نیویارک میں واقع دو بلند و بالا مینار نما عمارتوں کی تباہی اور تین ہزار کے قریب انسانوں کی موت کے بعد طاقت کے اندھے جنون نے تخلیق کیا۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر جس کے ساتھ کھڑے ہوکر میں نے بیس سال قبل اپنے کیمرے سے تصویر بنوائی تھی کہ اس زمانے میں نہ موبائل ہوتے تھے اور نہ ہی سیلفی کا تصور، اب اس عمارت کی جگہ ایک یادگار تعمیر ہے جسے گراؤنڈ زیرو کہتے ہیں، جب ان دونوں مینار نما عمارتوں سے جہاز ٹکرائے تھے تو ان میں ایک عمارت کے ملبے کا ایسا ڈھیر بن گیا تھا جس میں سے مضبوط لوہے کے سریے کی شاخیں باہر نکل رہی تھیں۔ گراؤنڈ زیرو کی یادگار اسی ملبے کے ڈھیر کو سفید سیمنٹ کے ایک ایسے ڈیزائن میں تشکیل دیا گیا ہے کہ ایک تجریدی آرٹ کا نمونہ لگتا ہے، جب کہ اس کے ساتھ والی جگہ پر ایک اسی طرح کا بلند و بالا مینار کھڑا کر دیا گیا ہے جسے نیشنل ٹاور کہتے ہیں۔ سامنے ایک چھوٹا سا پارک ہے جس میں دن رات سیاح آتے اور ان تین ہزار کے قریب انسانوں کی موت کو یاد کرتے ہیں۔ ٹھیک اس جگہ کھڑے ہوکر جہاں میں نے بیس سال پہلے تصویر بنوائی تھی، میں سوچ رہا تھا کیا افغانستان کے دشت لیلی کے اس صحرا میں بھی کوئی یادگار تعمیر ہو سکے گی جہاں اس ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا انتقام انسانی تاریخ کے بدترین ظلم کو جنم دے گیا تھا۔

امریکی طاقت کی علامت

گراؤنڈ زیرو، امریکی طاقت کی علامت ورلڈ ٹریڈ سینٹر، دنیا کی فوجی قوت کا اکیلا بے تاج بادشاہ ایک ایسے ملک پر چڑھ دوڑا تھا جہاں ٹیکنالوجی کے نام پر ریلوے، ٹیلی فون اور دیگر عام روزمرہ کی سہولیات تک میسر نہ تھیں اور اس نے پوری دنیا کے دوسو کے قریب ممالک کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ نیویارک جو دنیا کا معاشی دارالحکومت ہے، امریکی فوجی و معاشی طاقت کا چہرہ ہے، اس کی ایک عمارت کو زمین بوس کرنے کی سازش اس افغانستان میں تیار ہوکر پایہ تکمیل تک پہنچی۔ غصے میں تلملاتی ہوئی پوری دنیا نے امریکا اور اس کے چار درجن اتحادیوں کو یہ لائسنس دے دیا کہ وہ اس نہتے، کمزور، بے یارومددگار ملک پر چڑھ دوڑیں۔ کسی پڑوسی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ کابل کا سقوط ہوگیا، لیکن ابھی قندوز کے علاقے میں طالبان

موجود تھے۔ قندوز کے شمال میں تخار، جنوب میں مزار شریف، مشرق میں بغلان جب کہ مغرب میں تاجکستان ہے۔ تاجکستان وہی ملک ہے جہاں سے امریکی افواج افغانستان میں داخل ہوئی تھیں۔ قندوز کا محاصرہ کرلیا گیا۔ امریکی فوجی امن کا پیغام لے کر آگے بڑھے اور طالبان کو ہتھیار ڈالنے کے لیے کہا۔ افغانستان کا یہ واحد شہر تھا جہاں طالبان امریکی سپاہیوں کے جھانسے میں آگئے اور ہتھیار ڈال دیے۔

طالبان کا سقوط

23 نومبر 2001 کو ہتھیار ڈالے گئے۔ ایک سڑک کھولی گئی۔ جہاں تلاشی کے لیے چار پوائنٹس بنائے گئے۔ چودہ ہزار طالبان ہتھیار جمع کرا کر تلاشی کے بعد سامنے کھڑے ساٹھ کنٹینروں میں ایسے ٹھونس دیے گئے کہ سانس لینا بھی دشوار تھا۔ انھیں منزل شبرغان جیل بتائی گئی، لیکن شبرغان پہنچنے سے ذرا پہلے قافلے کو ایک تپتے ہوئے صحرا دہشت لیلی میں پہنچا دیا گیا۔ امریکیوں کو یقین تھا کہ سانس گھٹنے اور شدید دھوپ کی وجہ سے اکثر لوگ پہلے ہی مر چکے ہوں۔ البتہ جس کنٹینر میں تھوڑی ہل جل محسوس ہوئی اس پر فائر کھول دیے گئے۔

ایک دن میں چودہ ہزار انسانوں کا قتل عام

چودہ ہزار انسانوں کو کنٹینروں سے نکال کر ریت میں دفن کردیا گیا۔ ریت تو اڑتی ہے اور تھوڑی دیر میں ایک ٹیلہ اڑ کر کئی ہزار فٹ دور جا کر ایک دوسرے ٹیلے میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ وہی ہوا، چودہ ہزار میں سے بیس ایسے تھے جن میں ابھی سانس باقی تھی، وہ نکل بھاگے اور دنیا اس بدترین قتل عام سے آگاہ ہوئی۔ گراؤنڈ زیرو کے سامنے دنیا بھر کے سیاح گیارہ ستمبر کے سانحے کو یاد کرتے ہوئے تصویریں بنارہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ اس دنیا میں انسانی حقوق یا عالمی ضمیر کے نام پر ہی کوئی اپنی تحریر میں ہی دشت لیلی کے قتل کی یادگار تعمیر کردیتا، جسے پڑھ کر لوگ بے بسی کے آنسو بہا لیتے۔ بس اتنا ہوا کہ انسانی حقوق کے نام پر اخبارات میں خبر چھپی، بش انتظامیہ کو تحقیق کے لیے کہا گیا۔ اس نے انکار کیا، اوباما نے اسے الیکشن کا نعرہ بنایا۔ صدر بنا، اپنے افریقہ کے دورے کے دوران کہا، میں نے تحقیقات کا حکم دے دیا، لیکن شاید آج کے دور کا ادب بھی طاقتوروں کی موت کی کہانیاں تحریر کرتا ہے، ورنہ دشت لیلی کے مسافروں کی اذیت ناک موت پر کوئی ایک نظم، ایک افسانہ یا ناول کسی مصنف کو امر کرچکا ہوتا لیکن ایسا نہ ہوسکتا ہے اور نہ ہوگا، گراؤنڈ زیرو کے اردگرد گھومتے ہوئے میں اس شہر کے عالمی ضمیر کو یاد کررہا تھا۔ وہ شہر جو 1969 میں اسٹون وال Stonewall نامی عمارت میں کھلی ہم جنس پرستوں کی ہار پر پولیس کے چھاپے کی یاد میں ہر سال ہم جنس پرستی کی پرغرور پریڈ Gay Pride Prade نامی جلوس نکالتا ہے اور ان کے (بقیہ صفحہ ۴۶ پر)

مفتی ذاکر حسن نعمانی

امریکی یوتھ ایکسچینج پروگرام یا نوجوان نسل کی تباہی؟

مسلم نسلِ نو کی نظریاتی، اخلاقی اور عملی تباہی کا امریکی YES پروگرام

کیری لوگر بل کے ذیل میں امریکہ نے یوتھ ایکسچینج سٹڈی پروگرام (YES) کا آغاز کیا، اس پروگرام میں پاکستان کے ذہین وفطین طلباء وطالبات امریکہ کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں جبکہ اتوار کا دن وہ کسی امریکی گھر میں گزاریں گے، تاکہ امریکہ کا کلچر پوری دنیا میں پروموٹ Promote ہوجائے، اس پروگرام کے بہت سے منفی پہلو ہیں، مگر اس پروگرام کے مقاصد خود امریکہ کی زبان میں حسب ذیل ہیں:

The Kenedy-Lugar youth ecxhange and study (YES) programme was established by congress in october 2002 in response the events of September 11,2001. The programme in funded through the US Department of State and sponsored by the Bureau of Educational and Culture Affairs (ECA) to provide scholarships for high school students from countries with Significant Muslim Populations to spend up to one acadmemic year in the United States.Students live with host families attend high school engage in activities to learn about american society and values acquire leadership skills and help educate Americans about there countries and cultures.Starting in 2009.The YES Abroad program was established to provide a similar experience for students (15-18 years) to spend and an academic year in select YES countries.

کینیڈی لوگر کا Y E S پروگرام نوجوان طلبہ وطالبات کا تعلیمی تبادلہ اکتوبر 2002ء میں 11 ستمبر 2001ء (نائن الیون) کے واقعہ کی وجہ سے امریکہ میں کانگرس نے تشکیل دیا ہے۔ اس پروگرام کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے فنڈ بذریعہ ادارہ برائے تعلیم وثقافتی امور ہائی اسکول کے طلبہ وطالبات کو اسکالرشپ کے طور پر مہیا کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر مسلمان آبادی کے طلبہ وطالبات، تاکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں تعلیمی ایک سال گزار سکیں۔ ان طلبہ وطالبات کی میزبانی امریکہ کا کوئی

---

* استادِ حدیث جامعہ عثمانیہ پشاور

بھی خاندان کرے گا۔وہاں یہ طلبہ ہائی سکولزاوردیگر سرگرمیوں میں مصروف رہ کرامریکی تہذیب اوراس کی قدر و قیمت معلوم کر کے لیڈر شپ کی مہارت حاصل کریں اوراس طرح امریکیوں کو بھی اپنے ممالک کی تہذیب سے آگاہ کریں گے۔2009ء میں یہ YES بیرونی پروگرام اس لیے شروع ہوا کہ منتخب ممالک کے پندرہ سے اٹھارہ سال تک کی عمر والے طلبہ وطالبات امریکہ میں تعلیمی ایک سال صرف کر کے مذکورہ بالا تجربات اورامداف سے مستفید ہوسکیں۔

مزید تفصیلات:

YES پروگرام والی اسکیم میں پاکستان سے جو لڑکے جا چکے ہیں ان سے اس پروگرام کی کچھ مزید تفصیلات جو بالواسطہ اور بلا واسطہ حاصل کی گئیں ہیں،درج ذیل ہیں:

اس پروگرام میں شرکت کرنے والے طلبہ اور طالبات کے انتخاب کے لیے انٹرویو کرنے والے تقریبا 19 سال والے وہ لڑکے ہوتے ہیں جو دو تین سال قبل امریکہ کا یہ پروگرام اٹینڈ کر چکے ہوں۔(یعنی :پروگرام میں شرکت کر چکے ہیں)

اس پروگرام میں شرکت کرنیوالے زیادہ تر طلبہ وطالبات سرکاری اسکولوں کے ہوتے ہیں۔

پچاس فیصد لڑکے ہوتے ہیں اور پچاس فیصد لڑکیاں ہوتی ہیں۔

جس وقت امریکہ جاتے ہیں تو ایک فارم فل (پُر) کرتے ہیں۔جس میں لکھا ہوتا کہ girlfriend ,boy friend نہیں بنانا۔زنا،شراب سے پرہیز کرنا ہے۔شرکاء پروگرام کے کہنے کے مطابق یہ گندی حرکتیں اگر کوئی چھپ کر کرنا چاہےتو کرسکتا،کیونکہ وہ فری اورآزاد ماحول والا ملک ہے۔

پروم prom کے نام سے اسکول میں ایک پروگرام ہوتا ہے۔

پروم کی حقیقت پہلے جان لیں۔

Example:The prom is a formal dance usually sponsored by a high school or a college. .

Defination:A formol dance especailly one held by a class in high school or college at the end of a year promontory.

یعنی:ہائی اسکول یا کالج میں رسمی سالانہ جنسی ڈانس پارٹی۔

بقول شرکاء اس میں طلبہ وطالبات couple (جوڑا) یا non couple کی شکل میں شرکت کرتے ہیں،یادرہے جوڑے سے مراد خلاف جنس (لڑکااورلڑکی) جوڑا ہے،ہم جنسوں کا جوڑانہیں۔رہی یہ بات کہ جوڑا کیسے بنے گا؟تو یہ لڑکے اورلڑکی کی صوبدید پر ہے،جوجس کے ساتھ جڑنا چاہے،کوئی پابندی نہیں۔

Prom میں ڈانس کے علاوہ کھانے کا پروگرام بھی ہوتا ہے۔ یہ پروگرام ادارہ کے اساتذہ کی نگرانی

میں ہوتا ہے۔طلبہ وطالبات امریکی خاندانوں کے گھروں میں رہتے ہیں۔لڑکا خواہ کسی خاندان کے گھر میں الگ کمرہ میں رہے، یا ان کے لڑکوں کے ساتھ کمرہ میں رہے۔یہ لڑکے کی مرضی ہے۔اگر کوئی خاندان اس کو پسند نہیں تو کسی دوسرے خاندان کے گھر رہائش اختیار کر سکتا ہے اسی طرح لڑکی بھی کسی خاندان کے ساتھ الگ کمرہ میں رہے، یا ان کی لڑکیوں کے ساتھ کمرے میں رہے۔

بقول شرکاء اس رہائش کے دوران پردہ اور حجاب کا کوئی تصور نہیں۔ظاہر بات ہے ایک گھر میں ایک ہی خاندان کے افراد کی طرح رہنا پڑتا ہے۔ان طلبہ وطالبات کی عمر پندرہ سال سے اٹھارہ تک ہوتی ہے۔اس پروگرام کے شرکاء کا تجزیہ ہے کہ امریکی ثقافت کے جذب کرنے کے علاوہ اس پروگرام کے منفی اثرات بہت زیادہ ہیں۔

مسلم نسل نو کی نظریاتی ،اخلاقی اور عملی تباہی کا YES پروگرام

نفس ،شیطان اور کافر بالخصوص امریکہ کسی مسلمان کا دوست نہیں ہوسکتا۔اس لیے سیاسی ،کاروباری اور دیگر دنیاوی امور کے علاوہ کفار کے ساتھ دوستی ہر حالت میں منع ہے۔کفار کے ساتھ دوستی بڑی خطرناک ہے۔خاص کر امریکہ کے ساتھ، کیونکہ ان کی دوستی میں منافقت لازما ہوگی۔کافر مسلمان کے ساتھ کبھی بھی مخلص نہیں ہوسکتا۔یہی وجہ ہے کہ شروع سے کفار کی طرف سے مختلف قسم کی جنگیں ہمیشہ جاری رہی ہیں ،مثلاً: مذہبی جنگ ،صلیبی جنگ ،تہذیبی جنگ ،سیاسی جنگ،وسائل کی جنگ ،سرد جنگ۔یہ جنگیں ہر دور میں تسلسل کے ساتھ مختلف شکلوں میں مسلمانوں کے خلاف لڑی جارہی ہیں۔اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔لہذا مسلمان اور مسلم حکمرانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ مذکورہ بالا ہر قسم کی جنگ لڑنے کیلئے ہر قسم کی بھر پور تیاری کرنی چاہیے۔ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ(الانفال: ٦٠) یعنی: کافروں کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے، ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو، میں اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

کفار ہر دور میں مسلمانوں کے خلاف نئی نئی سازشیں بناتے ہیں ان کے پاس تھنک ٹینک موجود ہیں جو عالم اسلام کے خلاف ہر دور میں حکمت عملی وضع کرتے ہیں اس کیلئے بھاری فنڈ مختص کرتے ہیں۔ان کی حکمت عملیوں میں بعض مسلمان بھی عملاً شریک ہوتے ہیں۔

ان کی NGOs مسلم ممالک میں کام کر رہی ہیں۔ KPK میں Aware Girls (لڑکیوں کو آگاہ کرو) کے نام سے ایک NGO کام کرہی ہے۔ یہ NGO دوردراز کے علاقہ کی لڑکیوں کے مختلف پروگرام لڑکوں کے ساتھ ہوٹلوں میں منعقد کرتی ہے۔سوات کے PAMIR ہوٹل میں اس طرح کا مخلوط پروگرام ہو

چکا ہے۔ خداجانے یہ NGO لڑکیوں کو کس چیز سے آگاہ کرتی ہے، ایک شریکِ پروگرام نے کہا کہ میں اسلام کے حوالہ سے بات کروں گا تو اس کو ہوٹل سے واپس بھیج دیا۔

مسلمان ان کے ساتھ ملازم ہیں ۔کیا ان مسلمان ملازمین کو پتہ نہیں کہ ہم کن کے مفاد کے لیے کام کرر ہے ہیں؟ کیااِن کو معلوم نہیں کہ اِن کی نوکریاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عملی اقدامات ہیں؟

سوال یہ ہے کہ YES پروگرام نائن الیون کے بعد کیوں بنا۔صرف امریکہ نے کیوں بنایا۔صرف امریکہ میں ایک سال کیوں گزارتے ہیں ۔ یہ پروگرام صرف پندرہ ،سولہ سال کے اسکول کے لڑکے اور لڑکیوں کیلئے کیوں ،زیادہ تر مسلم ممالک کیلئے کیوں؟

ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے ۔یہ مسلمانوں کی نسل نو کی نسل کشی کا پروگرام ہے یعنی: نسل نو کی نظریاتی ،اخلاقی اور عملی تباہی ہے ۔اکبر آلہ آبادی مرحوم فرما گئے ہیں

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

تعلیم وتربیت کے نام سے بچوں اور بچیوں کو ہر لحاظ سے تباہ کرنے کا ایک امریکی مہذب منصوبہ ہے اگر امریکہ مسلم ممالک کے پندرہ سال سے اٹھارہ سال تک بچے اور بچیوں کو کسی نہ کسی طریقہ سے قتل کرنے کا منصوبہ سازی کرتا تو ساری دنیا اس کے خلاف ہو جاتی ۔لیکن عجیب بات یہ ہیکہ مادہ پرست اور یورپ اور امریکہ سے مرعوب اور متاثر لوگوں کی عقلوں پر ایسے پردے پڑ گئے ہیں کہ اس قسم کی دینی ودنیوی تباہی کو نہیں سمجھتے ۔

یہ سارا پروگرام ٹین ایج (ففٹین ،سکسٹین ،سیونٹین اورایٹین) کے لیے بنایا گیا ہے ۔ یہ بنیادی نسل ہے ۔ یہ نسل خدانخواستہ خراب ہو جائے تو بعد میں اس نسل کی اصلاح کون اور کیسے کرے گا ؟

ملک وملت کے ہر شعبے کو مستقبل میں چلانے والی یہی نسل ہے ۔جس طرح ان کی تربیت ہوئی ہوگی اسی طرح اپنے ملک وملت کی خدمت کریں گے۔بنیاد جب خراب ہو جائے تو اوپر کی پوری تعمیر خراب ہوگی ۔

چوں نہند خشت اول معمار کج
تاثر یا می رو د دیوار کج

ہمارے ہاں بھی بعض تعلیمی ادارے نسل نو کی ہر قسم کی تباہی کا ذریعہ بن رہے ہیں پوچھنے والا کوئی نہیں والدین بھاری بھاری فیسیں ادا کرتے ہیں صرف یہ دیکھتے ہیں کہ بچہ انگریزی سیکھ گیا ہے یا نہیں ۔ یہ

بھی نہیں سوچتے کہ انگریزی میں جس فن میں مہارت حاصل کرنی چاہیئے وہ مقصد حاصل ہو رہا ہے یا نہیں ،اور اس طرف تو دھیان ہی نہیں جاتا کہ تربیت کے حوالہ سے بچہ کس طرف جارہا ہے۔ اس کا نظریہ کیا تھا کیا بن رہا ہے اچھے اخلاق کا حامل بن رہا ہے یا برے اخلاق کا۔ اعمال اس کے اچھے ہیں یا برے۔ یہ تو ایسی چیزیں ہیں جو ایک اچھے مسلمان اور اچھے انسان کی اصل پہچان ہیں۔ ان چیزوں کی فکر نہ کسی ادارہ کو ہے نہ والدین کو نہ حکومت کو۔ نہ کسی تعلیمی نصاب میں ان باتوں کی رعایت ہے۔ بلکہ حکومتی تعلیمی ادارے قصداً نصاب میں ایسا مواد شامل کرتے رہتے ہیں جن سے طلبہ وطالبات کی صحیح اور درست اسلامی تربیت نہیں ہوتی۔

میرے نزدیک تعلیم تین چیزوں کا نام ہے۔

۱۔ کسی فن کی صحیح تعلیم

۲۔ صحیح اسلامی تربیت

۳۔ صحت مند رہنے کے لیے مناسب ورزش اور مناسب غذا۔

مذکورہ تین ضروری امور کی صحیح رعایت نہ ہونے کی وجہ سے بچے نشئی بن رہے ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں مختلف قسم کے نشئی مواد استعمال کر رہے ہیں۔ دوست فاونڈیشن نابالغ نشئی بچوں کا علاج کر رہی ہے، کچھ under eighteen بچے جیل کی بیرکوں میں بڑی اور قابل رحم حالت میں پڑے ہوئے ہیں جہاں جسمانی بیماریوں کے علاوہ اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ نفسیاتی مریض بن رہے ہیں اور کچھ بچے نام نہاد تعلیمی اداروں میں مہذب طریقے سے خراب ہو رہے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہماری نسل نو امریکہ کے چنگل سے بچ جائے، لیکن اپنوں کے چنگل سے کیسے بچیں گے؟

تعلیم تو بچے اور بچیوں کی بنیادی ضرورت اور حق ہے۔ اگر ہم مکان میں رہتے ہیں تو مکان کی تعمیر کیلئے معمار، انجنیئر ،مزدور وغیرہ کی ضرورت ہوگی، کپڑے پہنے ہیں تو کپڑوں کی مل (factory) اور درزی کی ضرورت ہوگی۔ روٹی کی ضرورت ہے تو کھیت اور کھتی باڑی کی ضرورت ہوگی، بیماری کے وقت ڈاکٹر کی ضرورت ہوگی زندگی گزارنے کے لیے تجارت اور تاجر کی ضرورت ہوگی علی ہذا القیاس تمام عصری تعلیمی ادارے ہماری یہ ضروریات پوری کر رہے ہیں، بلکہ ہرفن میں ماہرین پیدا کرنا فرض کفائی ہے تو ہم تعلیمی اداروں کے کیسے خلاف ہو سکتے ہیں۔ ہم صرف یہ کہتے اور چاہتے ہیں کہ تمام عصری تعلیمی اداروں کے نصاب اور طرز تعلیم میں یورپ اور امریکہ کی تقلید کی بجائے اسلامی حدود کی رعایت ضروری ہے، تا کہ ان اداروں سے ایک اچھا مسلمان ماہر فن برآمد ہو۔

تمام تعلیمی ادارے چلانے والوں ،حکومت اور والدین کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے اور ملک وقوم کی نسل نو پر رحم کھا کر ان کو تعلیم کے نام سے اس امریکی یلغار اور دیگر نام نہاد مخرب اخلاق ،مخرب اعمال اور مخرب عقائد تعلیم ا داروں سے بچایا جائے ۔اپنے بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت یورپ اور امریکہ کے رحم کرم پر نہ چھوڑیں ۔ان کی مخلوط تعلیم ،مخلوط ماحول اور مذہب بے زار زندگی کی وجہ سے تباہی اپنی آنکھوں سے سب دیکھ رہے ہیں ۔ان کے مختلف ادارے خاص کر تعلیمی ادارے اب مسلمان ماہرین تعلیم چلا رہے ہیں ۔ اب وہ ایسی تباہی والی زندگی سے واپسی کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن ہمارے نام نہاد، مرعوب اوراُن کے مقلد مسلمان اب بھی ہر چیز میں ان کی تقلید کو ترقی کا زینہ سمجھتے ہیں۔ہم عورتوں کی تعلیم کے مخالف ہیں نہ ان کی نوکریوں کے، البتہ ان اداروں میں جو شرعی حدود پامال ہورہی ہیں،ان کی پابندی ضروری ہے۔ اسلامی اصولوں کی پابندی کی آواز مختلف مثبت طریقوں سے ہر زمان اور ہر مکان میں ہم نے لگائی ہے ،اب بھی لگائیں گے اور آئندہ بھی لگائیں گے۔کوئی عمل کرے یا نہ کرے۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کے آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الہ الا اللہ

خوفزدہ نیویارک (بقیہ صفحہ ۴۰ سے)

حقوق کی آواز بلند کرتا ہے۔ ہر سال ہزاروں ہم جنس پرست مرد اور خواتین 57 سال پہلے ہونے والے معمولی تشدد کو یاد رکھتے ہیں۔ اسی شہر کے محلوں میں اس امریکی فوجی یونٹ کے آفیسران بھی محو عیش ہیں جنہوں نے رشید دوستم کے سپاہیوں کے ساتھ مل کر دشت لیلی کا قتل عام کیا تھا۔ففتھ ایونیو سے ہم جنس پرستوں کی پریڈ شروع ہوتی ہے اور اب اسی جگہ پر امریکا کا نومنتخب صدر ڈونلڈ ٹرمپ رہتا ہے۔سیکیورٹی کے نام پر سڑکیں بند ہیں اور علاقے کے لوگ پریشان، رات گئے اس کے ٹرمپ ٹاور کے سامنے کھڑا میں سوچ رہا تھا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں اس نے امریکا کے میڈیا کے بڑے بڑے اینکروں اور کرتا دھرتاؤں کو بلا کر کہا تھا کہ آج میں دنیا کے جھوٹوں کے سب سے بڑے ہجوم کے درمیان کھڑا ہوں۔ ڈونلڈ ٹرمپ کا سچ کیا ہے، اس کا سچ یہ ہے کہ امریکی سفید فام عیسائی ہر سیاہ فام، ہسپانوی، مسلمان اور یہاں تک کہ آزاد خیال، معاشی طور پر خودمختار عورتوں سے بھی نفرت کرتا ہے۔ اس نفرت کا اظہار اس کی جیت ہے اور اس کی جیت سے پورا نیویارک شہر خوفزدہ ہے۔

محترمہ عامرہ احسان
معروف کالم نگار

سقوطِ حلب پر عالم اسلام کا سکوتِ مرگ

سوشل میڈیا نے دنیا بھر کے مناظر دو انگلیوں کی دسترس میں دے دیے ہیں۔ بدترین المیے، عیش وطرب، عالمی سیاست کے سارے رنگ، بھانت بھانت کی بولیاں، اعصاب شکن مناظر نورالدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے حلب کے ہیں۔ عرب اور پوری مسلم دنیا کی ناکامی کے اندوہناک مناظر...... خونچکاں مناظر...... بمباریوں اور فوجی لشکر کشی کے بعد جان بچا کر نکلنے والے مسلمان شہری، کمبلوں اور سامان سے بھی محروم کیے گئے ہیں۔ برفباری، بارش، شدید سردی میں بے یار و مددگار عورتیں بچے، بوڑھے، مریض۔ دنیا اندھی گونگی بہری بنی بیٹھی ہے۔ حلب کی تباہی پر مہرِ اختتام ثبت ہوگئی تو ضمیر کے منہ میں تکا دینے کو، پرسا دینے کو نمائشی طور پر ایفل ٹاور کی بتیاں بجھا دی گئیں۔ جب تسلی ہوگئی کہ حلب کے شہریوں کی زندگیوں کے چراغ گل ہوگئے! پیرس، لندن، ایمسٹرڈیم، کوپن ہیگن، اوسلو میں مظاہرے ہوئے۔ ویسے ہی درشنی جمہوری مظاہرے جن کے بعد عراق پر حملہ کر کے اسے تہس نہس کیا گیا تھا! حلب کی بربادی پر مظاہرے ہوگئے، اب شہریوں کا پرسان حال کوئی نہیں۔ نہ کوئی اقوام متحدہ، نہ عالمی چودھری، نہ جنیوا سے جنگی جرائم کے خلاف بھاشن دیتے لمبے چوڑے عالمی قانونی ڈھکوسلے۔

حلب ہے، اس میں ایرانی جرنیل کی قیادت میں جاری فوجی آپریشن ہے۔ شامی فوج تو نہ ہونے کے برابر ہے، ایرانی، عراقی، لبنانی، افغانی اور پاکستانی جنگجو ہیں جو بشارالاسد کی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ (رابن یلیین۔ الجزیرہ) آرتھوڈوکس (قدامت پسند) عیسائی پیوٹن ایران کے ہمراہ حلب کی فتح کا جشن منا رہا ہے۔ (یاد رہے کہ آنجہانی روسی سفیر کی آخری مذہبی رسومات کی ادائیگی بھی قدامت پسند عیسائی پادری نے کی ہیں) مسلمان ممالک کیا کر رہے ہیں؟ آیئے دیکھیں! حلب کے دھوئیں (آتش زنی، بمباری اور آہوں کراہوں کے دھوئیں) بہتے خون، بارود کی بو، معصوم بچوں کی لاشوں کے مناظر ہٹا کر دبئ آیئے۔ یہاں کرسمس کی ریکارڈ توڑ تیاریاں جاری ہیں۔ کرسمس؟ مسلمان ملک میں؟ عیاذاً باللہ! اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہونے کے بھیانک شرکیہ تصور پر صاد کرنا؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کے

ساتھ صلح نامہ دستخط کیا تو اس کی یہ شق تھی: ''وہ اپنے شعائر دینی اپنے عبادت خانوں میں بند رہ کر انجام دیں گے۔ باہر لا کر (جلوس کی صورت) مسلم معاشرے کے لیے باعثِ اذیت نہیں بنیں گے۔'' پورے پاکستان میں مذہبی یک جہتی کے نام پر کرسمس ٹرین چلاتی حکومت، کاش! سورۃ مریم پڑھ لیتی: ''قریب ہے آسمان پھٹ جائے۔ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اس قول کی وجہ سے کہ وہ رحمٰن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھیں۔'' (مریم: ۸۸-۹۳)

پوری دنیا مل کر مسلمانوں کا قتل عام کرے اور ہم 1.6 فیصد اقلیت کی خاطر بھیانک شرک مسلم قوم پر مسلط کریں؟ علماء کہاں ہیں؟ ادھر ابوظہبی میں اونٹوں کا مقابلہ حسن بھی ہو رہا ہے۔ (آپ صرف اسی پر شکر کر لیجیے کہ خواتین کا مقابلہ حسن نہیں ہے۔ وہ ہوتا تو کیا کر لیتے!) اعزاز پانے والے اونٹ کے مالک کو کروڑوں درہم کی انعامی رقم اور قیمتی گاڑیاں دی جائیں گی! رنگ میں بھنگ ڈالنے کو فلسطینی انقلابی یاسین صالح نے کہا ہے: عرب ممالک فلسطین پر ناکامی کا منہ دیکھنے کے 68 سال بعد اب شام کو روس سے نہ بچا پانے کے ذمہ دار ہیں۔ دبئی ہی میں پاکستان کے امراء ورؤسا کا میکہ بھی ہے، ذرا ملاحظہ ہو۔ تقریب ہائے شادی خانہ آبادی نونہالانِ سیاستدانانِ پاکستان! کشکول بدست، ملک اجاڑ کولیشن سپورٹ فنڈ کا بھکاری مسکین وطنِ عزیز! وہاں دو شادیاں، حلب کے عقب دبئی میں جاری و ساری ہیں۔ جن میں دبئی، لندن، یورپ، امریکا، کینیڈا و دیگر ممالک سے اہم شخصیات مدعو ہیں۔ دونوں حضرات ایم کیو ایم سے وابستہ رہے ہیں۔ گورنری کے طویل ترین مزے لوٹ کر دبئی جانے والے عشرت العباد اور سلیم شہزاد، بھاری بھر کم ہوٹلوں میں بھاری بھر کم شادیاں جو حلب بھلا دینے کو کافی ہوں۔

آگے چلئے۔ وہ جو سیکرٹری خزانہ بلوچستان اور فرنٹ مین کا کروڑوں روپے اور ہیرے جواہرات کی برآمدگی کا اسکینڈل تھا۔ مبارک ہو کہ اس میں سے 2 ارب نیب کو دے کر وہ چھوٹ جائیں گے! بھاگتے چور کی لنگوٹی تو ملی نا! پاکستان کو یہ سارے لنگوٹی پوش بنا کر دبئی جا بیٹھیں گے! ایک ہی دن کی خبروں میں ایک ہی صفحے پر اگلی کرپشن کے اعداد اتنے زیادہ تھے کہ راقمہ کے کمزور حساب میں سمانے والے ہی نہ تھے۔ سادہ معصوم خبر یہ ہے کہ وزارتِ خارجہ حکام نے کشمیر کاز فنڈ عیاشیوں میں اڑا دیا۔ حنا ربانی کھر اور نواب زادہ عماد خان غیر قانونی ٹریولنگ الاؤنس لیتے رہے۔ گاڑی کے ٹائروں پر 20 لاکھ خرچ آیا۔ (غلط اعتراض ہے۔ وزیر خارجہ کی گاڑی تھی گدھا گاڑی تو نہ تھی!) اُدھر پی آئی اے کے 5 بوئنگ طیاروں کی خریداری غیر شفاف نکلی! (یہ بھی کوئی خبریت اپنے اندر نہیں رکھتی۔ شفاف ہوتی تو خبر بنتی) پرویز مشرف بھی حد کرتے ہیں۔ بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی! اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ کتاب لکھ کر سارے اعتراف

کیے تھے۔ عرب و دیگر شہریوں کا 5 ہزار ڈالر فی کس لے کر امریکا کے ہاتھ بیچنا۔ گوانتا ناموبے کے پنجروں کی آبادی فراہم کرنا نیز بہت کچھ اور بھی...... ناگفتنی...... اب وہ مقدمہ قتل میں مطلوب، آئین سے غداری کے مقدمے میں مطلوب ہیں اور اس کے باوصف خود ہی راز کھولا۔ فرماتے ہیں راحیل شریف نے بالائے بالاتر انہیں باہر بھجوا دیا۔ ان کے بیان میں حکومتی، عدالتی پردہ نشینوں کا تذکرہ آ گیا اور ہاہا کار مچ گئی۔ قوم تو یوں بھی لکیر پیٹنے کی عادی ہے۔ بیٹھ کر انتظار کرتی ہے۔ سانپ کے گزرتے ہی سارے دانشور ایک پیج پر بیٹھ کر لکیر پیٹنے لگتے ہیں۔ سو پیٹ رہے ہیں۔ اب راحیل شریف کے تشریف لے جاتے ہی ٹرکوں پر سے تصویریں بدلی جائیں گی۔ کل تک جس کے بغیر آکسیجن سلب ہو رہی تھی، اب اس کے جاتے ہی سبھی کچھ سبھی کو سوجھنے لگا۔ آئین اور عدالتوں کی حرمت پر بھی آنچ آنے لگی۔ راحیل شریف کے خود نمائی، خود پرستی کے دلدادہ ہونے کا بھی یکا یک پتا چل گیا! جب ہسپتال میں کمر زدہ لیٹے کراہتے پرویز مشرف جہاز کی سیڑھیاں پھلانگ رہے تھے، دبئی پہنچتے ہی فوری افاقہ ہو گیا تھا۔ امریکا پہنچنے تک قابل رقص ہو گئے تھے، اس وقت ملک کے بہی خواہ، تجزیہ نگار، محققین منقار زیر پر کیوں تھے؟ راز کی یہ بات تو خانہ نشین راقمہ تک کو معلوم تھی۔ آپ کو تو بجلیاں خبر دیتی تھیں، معترض نہ ہوئے! بس ایک حدیث ملک کے پورے مناظر کے پیچھے چلتی نظر آ رہی ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے اوپر دجال کے علاوہ ایک اور چیز سے ڈرتا ہوں۔'' حضرت ابوذر غفاریؓ نے اس بارے سوال کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''گمراہ کرنے والے قائدین'' (مسند احمد) پرویز مشرف کے حوالے سے عدل کی کیا توقع۔ عالم تو یہ ہے کہ مظہر فاروق کو 24 سال بعد انصاف دیا تو کہا فوری رہا کر دیں، بے گناہ ہے! (جوانی گلا دی!) اسی طرح ایک اور قیدی بھی تقریباً اتنی ہی طویل قید کاٹ کر انتقال کر گیا تو پس مرگ عدالت نے بھی پروانہ رہائی بے گناہی کا اعلان کر کے جاری کر دیا۔ (اب شاید نکیرین اور کراماً کاتبین کے استفادے کے لیے جاری کیا!)

المیہ ہائے پاکستان کی فہرست طویل ہے۔ تاہم ہمارے المیے، روشن خیال نو واردانِ نظریاتی مملکتِ خداداد پاکستان کے طربیے ہیں، مثلاً بادشاہی مسجد کا منظر، پہلے دھچکا لگا کہ کوئی فیشن شو ہو رہا ہے، ڈراما فلمایا جا رہا ہے؟ بعد ازاں پتا چلا کہ یہ نکاح کی تقریب ہے۔ ماڈل گرل، ایکٹریس عروہ اور بینڈ باجے والے فرحان کی ایفل ٹاور کے سائے میں منگنی ہوئی تھی۔ بادشاہی مسجد کو گرجا سمجھ کر نکاح کی تقریب وہاں کر لی۔ علماء سے درخواست ہے کہ اس امر پر نظر ثانی فرمائیں کہ مساجد کا تقدس اور حرمت نامناسب

لباسوں سے پامال کرنے ،سیلفیوں ،تصویر کشیوں کے بیہودہ مناظر تخلیق کرنے کی یوں کھلی چھٹی نہ دی جائے۔اس شادی کی سینکڑوں حیا باختہ تصاویر اور ویڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں جن کی مہذب آنکھ متحمل بھی نہیں ہوسکتی۔ ہر جگہ جانے کے آداب ولوازم ہوتے ہیں۔یہی حشر فیصل مسجد کا بنا رکھا ہے۔خواتین کو فقہی احکام مسجد میں قدم رکھنے کے معلوم نہیں۔اسے یقینی بنانا حکومت ،وزارت مذہبی امور اور علما کا کام ہے۔اس جہالت کا سد باب کرنا ہوگا۔اگر دبئی و دیگر مسلم ممالک میں مساجد میں اوڑھنیاں رکھی ہوتی ہیں اور خواتین ان کا التزام کرتی ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟

عجب ہے سرکشی کا ایک عالم ہر طرف اب تو
کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں میں وہ نقشِ کہن اپنا

(بشکریہ روزنامہ اسلام)

خوشخبری

حضرت مولانا **مفتی محمد تقی عثمانی** صاحب مدظلہم العالی

کے مایہ ناز خطبات کا مجموعہ

اصلاحی خطبات مکمل 23 جلدیں — عام قیمت: 8050

خطبات عثمانی مکمل 6 جلدیں	عام قیمت: 2100
فقہی مقالات مکمل 6 جلدیں	عام قیمت: 2100
اصلاحی مجالس مکمل 7 جلدیں	عام قیمت: 2100
الولایۃ شرح الوقایۃ مکمل 4 جلدیں	عام قیمت: 1550
خاندانی اختلافات اور ان کا حل	عام قیمت: 150
شرح قراءۃ الراشدۃ	عام قیمت: 100

میمن اسلامک پبلشرز

عبداللہ میمن (پروپرائیٹر) — 0331-2420100

محمد مشہود الحق کلیانوی (مارکیٹنگ منیجر) — 0313-9205491

مولانا محمد یاسر نعمانی حقانی *

دینی علوم کی تدوین واشاعت ڈیجیٹلائزیشن کی تحریک

مکتبہ جبریل (تعارف)

گلوبلائزیشن کے اس دور میں ٹیکنالوجی کے بے پناہ ترقی سے دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں کہ اس سے متاثر نہ ہوا ہو کتابی ذوق بھی روز بہ روز ختم ہوتا جارہا ہے اس صورت حال میں بعض افراد نے کوشش کی کہ جدید ٹیکنالوجی کو مطالعہ کیلئے موثر بنایا جائے ویسے تو عالمی دنیا اور خصوصاً عصری اداروں میں ڈیجیٹل لائبریریوں کا رجحان بہت پہلے سے ہی موجود تھا، تاہم دینی اداروں میں یہ رجحان ابھی چند سالوں سے شروع ہوا تو بہت سے ادارے اس سلسلے میں فعال ہوئے جس میں 'علم دین' کی ٹیم بھی اس کے فروغ میں فعال کردار ادا کررہی ہے، مکتبہ جبریل کے علاوہ 'علم دین' کی ٹیم کے تعاون سے الحمدللہ مولانا حافظ راشدالحق سمیع صاحب (مدیر ماہنامہ الحق) کی زیرنگرانی میں مکتبہ حقانیہ (ڈیجیٹل لائبریری) پر کام جاری ہے جس میں موتمرالمصنفین خصوصاً شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی تمام تصانیف اور ماہنامہ الحق کے تمام شماروں کو شامل کیا جارہا ہے۔ درج ذیل مضمون میں دینی علوم کی ڈیجیٹلائزیشن کا تعارف نذر قارئین ہے............(مرتب)

اپنے وسیع تر مفہوم میں ہر وہ تحریر جو کسی بھی شکل میں محفوظ کردی جائے، کتاب کہلاتی ہے، انسان نے جب سے اپنے خیالات وافکار کو تحریر کا جامہ پہنانا شروع کیا ہوگا، غالباً وہی گھڑی کتابوں کا نقطہ آغاز ہوگی، کہا جاتا ہے کہ ابتدا میں تختیوں، ہڈیوں اور جھلیوں پر تحریریں محفوظ کردی جاتی تھیں اور یہی کتاب کی ابتدائی شکل تھی پھر ایک لمبے سفر کے بعد کاغذ ایجاد ہوا اور اسے تحریروں کی حفاظت کے لیے استعمال کیا جانے لگا، پندرہویں صدی میں چھاپ خانے کی ایجاد نے تو کتاب کی صنعت میں انقلاب برپا کردیا اور یوں کتاب اپنی موجودہ شکل میں ڈھل کر ہمارے سامنے آئی، انسان کے ذہنِ رسا نے شاید ہی کتاب سے مفید کوئی ایجاد کی ہو، یہ کتاب ہی ہے جو علم ومعرفت کا سب سے بڑا منبع ہے اس کے ذریعے انسان کے عقل وشعور میں پختگی آتی ہے اور یہی اس کی فکر کی سطح کی بلندی کا ذریعہ بنتی ہے۔

---

* معلم شعبہ کمپیوٹر جامعہ درالعلوم حقانیہ abuzaki786@gmail.com

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے اورتہذیبِ انسانی اس بات کی گواہ ہے کہ کتب خانے ہمیشہ سے تحریری اور غیر تحریری مواد کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہیں، تہذیبِ انسانی اپنی منفرد تہذیب وتمدن کے فروغ اورانسانی عقل ودانش کے ارتقامیں کتب خانوں نے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے، ان ہی کی بدولت علوم وفنون نہ صرف زیادہ پھیلا ہے بلکہ جدید ترین سائنسی اور مشینی ترقی ان ہی کی مرہونِ منت ہے،انسان فانی ہے لیکن اس کی صلاحیتیں ، اس کا علم، اسکے خیالات ونظریات جو اس نے اپنی زندگی سے حاصل کئے ہیں انہیں تحریری صورت میں آئندہ آنے والی نسلِ انسانی کی رہنمائی ، بہتری اور ترقی کے لئے قلمبند کیا، یہ سب علمی سرمایہ دنیا کے گوشے گوشے کے کتب خانوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ رہے گا ،یعنی وہ عمارت کتب خانہ کہلاتی ہے جہاں کتابوں کے ذخیرے ایک غیر معمولی ترتیب اور مقررہ ضوابط کے تحت اس بہترین طریقے سے آراستہ ہوں کہ اس سے استفادہ کرنے میں نہ تو کسی قسم کی زحمت اٹھانی پڑے اور نہ ہی وقت کا نقصان ہو۔

گزشتہ ادوار میں لاتعداد کتابیں شائع ہوچکی ہیں اور یہ سلسلہ تا ہنوز جاری وساری ہے، ان میں سے بے شمار کتب ایسی ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ نایاب ہوچکی ہیں اور عام مارکیٹ میں دستیاب نہیں تاہم بیشتر کتب اب بھی اصل صورت میں پاکستان اور ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانوں میں محفوظ ہیں لیکن ان کتب کو نایاب قرار دیکر ان تک عوام الناس کی رسائی کو مسدود اور محققین کی رسائی کو محدود بنا دیا گیا ہے، لیکن علمی تحقیق کا تقاضا ہے کہ ان کتب تک خواص وعوام کی رسائی کو نہ صرف ممکن بنایا جائے بلکہ یہ رسائی سہل ترین ہو تا کہ تعلیم وتعلم اور تحقیق وتدقیق کی راہیں مسدود نہ ہوں اسی فکر کی جدوجہد میں انٹرنیٹ سے منسلک ہوتے ہی ہمارا واسطہ لاتعداد ڈیجیٹل لائبریریوں سے پڑتا ہے، جو برقی کتب کی مقبولیت کے نتیجے میں وجود میں آئیں یہ ای لائبریریز (E-LIBRARIES) بھی کہلاتی ہیں ان برقی مکتبوں میں لاکھوں کتابیں دستیاب ہیں، جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انٹرنیٹ آرکائیو (Internet Archive Library) نامی ایک برقی لائبریری میں تیس لاکھ کے قریب کتابیں موجود ہیں، جبکہ یونیورسل ڈیجیٹل لائبریری (Universal Digital Library) اور اوپن لائبریری (Open Library) میں دس دس لاکھ کتابیں پڑھنے کے لیے دستیاب ہیں، گوگل بکس (Google Books) اور پراجیکٹ گٹن برگ (Project Gutenberg) نام کی لائبریریوں میں بھی لاکھوں کتابیں مل جاتی ہیں کئی لاکھ عربی کتابوں پر مشتمل المکتبۃ الشاملۃ،المکتبۃ الوقفیۃ وغیرہ بھی ان برقی لائبریریوں میں سے ایک ہے،نہ صرف یہ بلکہ ان لائبریریوں میں کتابوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے، اسی سلسلہ کی ایک حسین کڑی مولانا حافظ ذیشان صاحب چشتی حفظہ اللہ تعالی (فاضلِ جامعہ مدنیہ جدید،لاہور) کا مکتبہ جبریل بھی ہے مولانا ذیشان

صاحب آج سے دس برس قبل اپنے طالبِ علمی کے زمانہ سے ہی ایک ایسا علمی مشغلہ اِختیار کیا جو مستقبل کے لیے نہایت اہمیت کا حامل اور جدید عصری تقاضوں کے عین مطابق اور بر وقت تھا وہ بڑی پابندی سے اسباق میں حاضر رہتے اور خاموشی اور لگن کے ساتھ عصری دوڑ میں حصہ دار رہتے، بے سرو سامانی کے باوجود اردو دینی کتب اور دیگر دینی مواد کے ضخیم ذخیرہ کی ڈیجیٹل شکل میں منتقلی کے عظیم کام کا بیڑا انہوں نے تن تنہا اپنے سر لیا، اللہ تعالی نے ان سے یہ بڑا کام لینا تھا اِس لیے ان کے دل و دماغ کو پوری طرح اِس طرف متوجہ کر دیا اور اِس عمل کا آغاز اردو دینی کتب کے حوالے سے پوری دنیا میں پہلی بار اللہ تعالی نے ان کے ہاتھوں کرا دیا اِس کام کی پہلی اینٹ رکھنے کا اِعزاز عزیزم مولانا ذیشان صاحب چشتی سلمہ اللہ تعالی کو نصیب ہوا، چار پانچ سال قبل اللہ تعالی کی مزید مدد شاملِ حال ہوئی کہ اِس کام کو فنی ماہرین کی اِضافی خدمات بھی حاصل ہو گئیں اور " مکتبہ جبریل "کے نام سے پہلے سے بہتر انداز میں ترقی کا سفر شروع ہوا۔

مکتبہ جبریل کی خصوصیات

یہ مکتبہ اردو کتب کا سب سے بڑا اور نہایت کارآمد سوفٹ ویئر ہے جس کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

☆ اس میں المکتبة الشاملة کی طرز پر تفسیر، حدیث، فقہ، فتاوی، ادب، تاریخ اسلامی و دیگر علوم وفنون کی متعلقہ کتب کے عکسی صفحے (پی ڈی ایف فارمیٹ) میں موجود ہیں اور ایک ہزار کے قریب کتب یونیکوڈ (قابل تعین وقابل تلاش) موادکی صورت میں موجود ہیں اس میں کتاب کی تلاش کے تینوں طریقے (کتاب کے نام، مصنف اور عنوان کے اعتبار سے) نہایت آسان کر کے ڈیجیٹلائز (Digitalis) کئے گئے ہیں جس سے ہزاروں نتائج میں سے مطلوبہ کتاب تک باآسانی رسائی ممکن ہے۔

☆ سافٹ ویئر میں موجود مذکورہ تقریبا ایک ہزار یونیکوڈ کتب کی کسی بھی اردو اور عربی عبارت تک تلاش کے ذریعے بآسانی پہنچا جاسکتا ہے، بلکہ ایک مضمون کو مذکورہ بالا تمام کتابوں میں بیک وقت تلاش کیا جاسکتا ہے۔

☆ کسی بھی آیت کی تفسیر تک بیک وقت سافٹ ویئر میں موجود تمام تر تفاسیر میں چند سیکنڈوں میں رسائی ممکن ہے۔ خصوصا تفسیر پڑھانے والوں اور درس قرآن دینے والے تمام حضرات کیلئے یہ بہترین تحفہ ہے

☆ درس نظامی کی تمام کتب وشروحات سے بآسانی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ سافٹ ویئر سے کتاب کو نکالنے کی سہولت موجود ہے، جس سے کوئی بھی کتاب باآسانی اپنی مرضی سے دوسری جگہ یا یوایس بی (USB) وغیرہ میں منتقل کی جاسکتی ہے

☆ کسی بھی کتاب کے کچھ مخصوص صفحات یا مخصوص مضامین کو محفوظ کر کے پرنٹ کیا جاسکتا ہے۔

☆ اس سافٹ ویئر کی اہم ترین اور حیران کن خصوصیت (جو المکتبہ الشاملہ میں بھی نہیں)، یہ ہے کہ اگر کوئی محقق کسی خاص عنوان پر تحقیق کرنا چاہتا ہے اور ہزاروں صفحات کے مطالعے کے دوران اس تحقیق سے متعلقہ خاص مواد یکجا کرنا چاہتا ہے، تو وہ بآسانی کرسکتا ہے،اسی طرح ایک وقت میں ایک سے زیادہ تحقیقات قائم کرکے دوران مطالعے مختلف تحقیقات سے متعلق مختلف صفحات کو مقررہ تحقیقات کے سپرد کرنا چاہے تو بسہولت کرسکتا ہے، جس کے بعد ہر ہر تحقیق سے متعلق مواد اس خاص تحقیق میں بسہولت ملاحظہ کیا جاسکتا ہے ،مثلاً اگر مسافر کے احکام ومسائل ،مریض کے احکام ومسائل ، جہاد کے احکام ومسائل کو یکجا کرنا چاہتا ہے اور اس غرض سے کتب فقہ کا مطالعہ کرتا ہے، جہاں متفرق طور پر کہیں مسافر کا مسئلہ مل گیا تو کہیں مریض کا یا کہیں جہاد کا کوئی مسئلہ مل گیا، دوران مطالعہ محقق یہ چاہتا ہے کہ مسافر سے متعلق مسئلہ قائم کردہ تحقیق مسافر کے احکام ومسائل کے سپرد ہوجائے ،اسی طرح مریض سے متعلق مسئلہ مریض کے احکام ومسائل کے سپرد اور جہاد سے متعلق مسئلہ جہاد کے احکام ومسائل کے تحت آئے تو بآسانی وہ اپنی قائم کردہ تحقیق تک متعلقہ مواد پہنچاسکتا ہے ،جس سے ضبط وترتیب نہایت آسان ہوجاتی ہے اور مطالعہ کی طرف توجہ مرکوز رہتی ہے نہ کہ یہ فکر کہ کس طرح اسے ضبط کیا جائے، نیز اپنی اسی تحقیق کو ایم ایس ورڈ MSWord فائل کی صورت میں محفوظ کرکے پرنٹ بھی لیا جاسکتا ہے

☆ اگر کوئی نئی کتاب مکتبہ میں داخل کرنا چاہے تو درآمد کے آپشن کے ذریعے شامل کی جاسکتی ہے، لیکن کوئی بھی مصنف اپنی مرضی سے اس سافٹ ویئر میں اپنی تصنیف شامل کرنا چاہتا ہے تو وہ علم دین کی ٹیم سے مشورہ کرکے شامل کرسکتا ہے

مکتبہ جبریل کی آن لائن سہولت

الحمدللہ، اللہ تعالی کے فضل سے علم دین ویب سائٹ انتہائی قیمتی اضافوں کے ساتھ اپ ڈیٹ ہوچکی ہے جن میں اہم یہ ہیں۔

☆ مکتبہ جبریل آن لائن لائبریری باقاعدہ مطالعہ کی سہولت کے ساتھ آفیشل ویب سائٹ پر اپلوڈ (Upload) کردی گئی ہے، یعنی اب آپ کو مستند دینی کتب کے مطالعہ اور ان میں طاقت ور تلاش سے استفادہ کرنے کے لیے صرف انٹرنیٹ کنکشن کی ضرورت ہے۔

☆ مکتبہ جبریل (آن لائن لائبریری) کا شجرہ احسن طریقے سے دینی علوم وفنون کے اعتبار سے مرتب شدہ شکل میں ہے یہ وہی ترتیب جو کہ مکتبہ جبریل ونڈوز میں موجود ہے۔

☆ ہر قسم کی کتاب کتاب نام کتاب، نام مصنف، نام ناشر سے اسے باآسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔

☆ اب آن لائن مکتبہ میں موجودہ کتب یونیکوڈ(Unicode) اور پی ڈی ایف(PDF) دونوں صورتوں میں مطالعہ کی جاسکتی ہے، اسی طرح تلاش کے نتائج بھی دونوں طرح کی کتب سے مطالعہ کیے جاسکتے ہیں

☆ مطالعہ سے پہلے کتاب کی تفصیلی معلومات دیکھی جاسکتی ہیں تاکہ کوئی دقت نہ اٹھانی پڑے

☆ کتاب کے عناوین کی فہرست کتاب کے ساتھ موجود ہے تاکہ متعلقہ موضوع تک پہنچنا مطالعہ کے وقت آسان ہو۔

☆ پی ڈی ایف(PDF) کتب کی ڈاؤن لوڈ ممکن ہوچکی ہے، اب اپنی ضرورت کی ایک یا اس سے زیادہ کتب کی پی ڈی ایف (PDF) فائلیں علم دین ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے۔

☆ تلاش کی قوت میں پہلے سے کئی گنا اضافہ ہوچکا ہے۔

☆ نئی شامل کردہ کتب کی سہولت کے ذریعے مکتبہ میں اضافہ شدہ نئی کتب کے بارے میں باقاعدگی سے خبر ملتی رہے گی۔

☆ مکتبہ کے اعداد وشمار کے ذریعے مکتبہ میں موجودہ کتب کا طائرانہ جائزہ ممکن ہوگا۔

☆ ڈاؤن لوڈ پیج کی ترتیب نو، جس میں مکتبہ جبریل ونڈوز کا خالی نسخہ فراہم کیا گیا ہے تاکہ مخصوص کتب کا ڈاؤن لوڈ ممکن ہوسکے مکتبہ جبریل ونڈوز میں اور تازہ ترین مکمل نسخہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں بھی فراہم کیا گیا ہے تاکہ کم رفتار انٹرنیٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ باسہولت رہے۔

مکتبہ جبریل ورژن 2 میں اہم فیچرز: انڈیکس کی سہولت

مفھرس اور گولڈن ڈکشنری فتاوی استعمال کرنے والے احباب جانتے ہیں کہ ان دومکتبات میں ایک خوبی یہ ہے کہ ان میں تلاش کے وقت ایک تو تجاویز آتی ہیں جس کی مدد سے تلاش کے لیے الفاظ کے انتخاب میں بہت سہولت ہو جاتی ہے اور دوسرا تلاش کے نتائج لمحہ بھر میں سامنے آجاتے ہیں، الحمد للہ مکتبہ جبریل ونڈوز ورژن 2 میں انڈیکس کی خوبی شامل کی گئی ہے (یہ خوبی المکتبة الشاملة میں داخل نہیں فی الحال)

مکتبہ کی رپورٹ حاصل کرنا: جیسے المکتبہ الشاملة میں مکتبہ کی کتب کی رپورٹ حاصل کی جاسکتی ہے، اسی طرح کی سہولت مکتبہ جبریل میں اضافہ کی گئی ہے جس کی مدد سے کسی خاص فن، مجموعے یا پھر پورے مکتبہ کی رپورٹ حاصل کی جاسکتی ہے اس سہولت کا فائدہ خاص طور پر ان حضرات کو ہوگا جو کہ ڈیجیٹل چیزوں کی جامعیت سے واقف نہیں۔ ان کے سامنے جب یہ لسٹ رکھی جائے گی تو ان کے لیے اندازہ کرنا آسان ہوگا کہ کتب کی کتنی بڑی تعداد مکتبہ کے ذریعے سے حاصل ہو جاتی ہے۔

کسی تحقیق میں شامل اندراجات اور عکسی صفحات ایک ہی آپشن میں: یوں کہیے کہ اگر آپ کسی موضوع پر پی ڈی ایف(PDF) کتاب تیار کرنا چاہیں تو یہ کام ۱۰ سے ۳۰ منٹ پورا ہونے میں لے گا تقریبا ۳۰ منٹ میں آپ کی کتاب تیار اور نشر (Print) کے لیے دستیاب ہوگی

تلاش کے نتائج کی سہولت میں اضافہ: المكتبة الشاملة کی طرح اگلی تلاش کرنے پر گزشتہ تلاش کے نتائج ختم نہیں ہوں گے بلکہ اگلی تلاش کے ساتھ ساتھ پچھلی تلاش کی ونڈوز اپنے نتائج کیساتھ باقی رہیں گی جب تک کہ ان کو بند نہ کر دیا جائے۔

وقت اور فکر کی بچت: اگر آپ چند کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں اور کمپیوٹر یا مکتبہ کسی وجہ سے بند کرنا چاہتے ہیں مگر چاہتے ہیں کہ جب دوبارہ مکتبہ کھولا جائے تو بند کرنے سے پہلے جو کتب کھلی ہوئی تھیں وہ تمام وہیں سے کھل جائیں تو اب یہ ممکن ہوگا۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس سہولت سے کتنا وقت اور فکر بچے گی۔ غالبا یہ سہولت المكتبة الشاملة میں موجود نہیں

ناشر سے کتاب کی تلاش: کتاب کی تلاش کے لیے پہلے کی طرح کتاب کے نام، مصنف کے نام اور زمرہ کے ساتھ ساتھ ناشر سے کتاب کو تلاش کرنے کی سہولت کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ایک وقت میں ایک سے زیادہ کتب کو کھولنا: ایک سے زیادہ کتب کو منتخب کر کے ایک وقت میں کھولا جا سکے گا۔ غالبا یہ سہولت المكتبة الشاملة میں موجود نہیں۔

مقصود کی تلاش میں سہولت: قرآن کریم کی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارتوں کی تلاش بہت آسان ہو جائے گی۔ جیسے پہلے ذکر کیا گیا آپ اگر یہ دیکھنا چاہیں کہ جو الفاظ آپ کے ذہن میں موجود ہیں ان سے آپکو نتائج ملیں گے یا نہیں تو اس کا اندازہ آپکو تلاش کے الفاظ داخل کرتے ہوئے ہی ہو جائیگا

شجرہ پر فلٹر کی سہولت: المكتبة الشاملة کی طرح کتاب اور کھلی ہوئی کتاب کے عناوین میں کسی خاص لفظ کو فلٹر کرنے کے لیے کتب کے شجرہ اور کتاب کی فہرست کے شجرہ پر فلٹر کا اضافہ کیا گیا ہے

تحقیق کو ورڈ میں ایکسپورٹ کے وقت عکسی صفحات کے سائز کا اختیار: تحقیق کو مائیکروسافٹ ورڈ میں ایکسپورٹ کرتے ہوئے اس بات کی تعیین ممکن ہوگی کہ عکسی صفحہ کا سائز کیا ہونا چاہیے۔

لغات سیکشن کا اضافہ: مکتبہ کے اندر ہی لغات کا سیکشن بنایا گیا ہے جس کی مدد سے لغت کی ضرورت کافی حد تک مکتبہ ہی میں پوری ہو جائے گی۔ یعنی قاموس الوحید، مصباح اللغات، المنجد وغیرہ اردو عربی اور عربی اردو لغات جو گولڈن ڈکشنری وغیرہ میں استعمال ہوتی رہی ہیں وہ اب مکتبہ جبریل میں ہی رہتے ہوئے استعمال کرنا ممکن ہوگا۔

کھلی ہوئی ونڈوز کو ایک ساتھ بند کرنا: ایک سے زیادہ کتب اور تلاش کی ونڈوز کو ایک وقت میں بند کرنا ممکن ہوگا تا کہ ایک ایک کر کے تمام ونڈوز کو بند نہ کرنا پڑے۔

مطلوبہ ونڈوز کو چھپانا اور ظاہر کرنا: مکتبہ کے شجرہ، کتاب کے عناوین کے شجرہ اور لغات والی ونڈوز کو چھپانا اور پھر اپنی مرضی سے ظاہر کرنا ممکن ہوگا کہ اگر پوری سکرین پر کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیں تو ممکن ہو سکے۔

مینیو بار(Menu Bar) کا اضافہ: نئے ورژن میں مینیو بار کا اضافہ کیا گیا ہے تا کہ ایک طرح کی سہولتوں کو ایک جگہ رکھنا اور تلاش کرنا آسان ہو۔

مکتبہ جبریل کی عام اشاعت: مکتبہ جبریل ورژن 2 کو انٹرنیٹ پر ڈاؤن لوڈ کے لیے فراہم کیا جا رہا ہے، لہذا یہ پہلا موقع ہے کہ مکتبہ کی آفیشل ویب سائٹ پر ڈاؤن لوڈ کے لیے عام موجود ہوگا

کی بورڈ شارٹ کٹس (keyboard shortcut keys): کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ آپشنز کے لیے کی بورڈ شارٹ کٹس متعین کئے جائیں تا کہ سہولت اور تیزی سے کام کرنا ممکن ہو سکے۔

مکتبہ بند کرنے پر تصدیق: مکتبہ بند کرنے پر تصدیق لی جائے گی کہ کیا آپ واقعی مکتبہ بند کرنا چاہتے ہیں تا کہ حادثاتی طور پر مکتبہ کے بند ہونے پر کسی جاری کام کا نقصان نہ ہو۔

تحقیقات سے افادہ اور استفادہ: ایک اور اہم بات کوشش کی جائے گی کہ مکتبہ کی تحقیق کی سہولت سے جو تحقیقات بنائی جائیں ان کا دوسرے اہل علم کے ساتھ شیئر کرنے کا ایک جامع نظم ویب سائٹ پر بنایا جائے تا کہ ایک دوسرے کے مطالعہ، تحقیق سے استفادہ، اس کی تنقیح اور اس پر مفید اضافہ ممکن ہو سکے۔ یقیناً اگر اس نظم کو مؤثر طور پر قائم کیا جائے تو تحقیقی ذوق جو کہ ختم ہوتا جا رہا ہے اس کو دوبارہ سے بیدار کیا جا سکتا ہے اور اپنی تحقیقی محنت کو احسن انداز میں دوسروں کے سامنے پیش کرنا ممکن ہو سکے گا۔

Wildcards کا استعمال: ایک اور اہم چیز Wildcards کا استعمال کر سکنا ہے انڈیکس سرچ کے ساتھ Wildcards حقیقت میں علامات ہوتی ہیں یعنی ہم تلاش میں الفاظ کے ساتھ ان علامات کو جوڑتے ہیں خاص فوائد حاصل کرنے کیلئے، سب سے زیادہ فائدہ مند علامت * ہے، اگر آپ کسی لفظ کے آخر میں اس کو جوڑ دیں تو اسکا مطلب ہوگا کہ یہ لفظ جس طرح بھی مکمل ہو اس کو تلاش کے نتائج میں شامل کیا جائے

پہلی مثال: روز*

اس طرح لکھنے پر یہ تمام الفاظ تلاش کے نتائج میں ظاہر ہوں گے۔ روزہ، روزے، روزوں۔ وغیرہ۔

دوسری مثال: خراب*

اس طرح لکھنے پر یہ تمام الفاظ تلاش کے نتائج میں ظاہر ہوں گے۔

خرابی، خرابیاں، خرابیوں۔ وغیرہ۔

ایک ہی تلاش میں ایک سے زیادہ الفاظ ان علامات پر مشتمل لکھے جاسکتے ہیں۔

مثال: روز *خراب*

مکتبہ جبریل اینڈ رائیڈ موبائل ورژن(Android Mobile Version)

عنقریب ان شاء اللہ مکتبہ جبریل اینڈرائیڈ موبائل ورژن میں اپنی تمام تر سہولیات جو ونڈوز ورژن میں موجود ہے دستیاب ہوگا۔ باقی تفصیل پڑھنے کے لیے مکتبہ جبریل کی ویب سائٹ پر جائیں یا اس کا فیس بک لنک بھی وزٹ کیا جاسکتا ہے۔

ویب سائٹ : http://www.elmedeen.com

فیس بک پیج : https://www.facebook.com/maktabajibreel

استعمال کا طریق کار جاننے کے لیے یوٹیوب چینل:

www.youtube.com/maktabajibreel

نوٹ : اِس پروجیکٹ میں معاون بنیں اگر آپ مصنف ہیں تو اپنی کتب ارسال کر کے (خصوصا یونیکوڈ یا ان پیج میں)، اگر آئی ٹی سے جڑے ہوئے ہیں تو فنی خدمات پیش کر کے، ٹائپنگ پروجیکٹ میں حصہ لے کر، (اگر آپ اپنی زندگی میں سے ایک منٹ بھی فارغ کر سکتے ہیں تو آیئے مستند دینی کتب کی آن لائن ٹائپنگ کیجیے آپ کا یہ ایک منٹ بھی آپ کے لیے عظیم صدقہ جاریہ اور ثواب کا باعث بن سکتا ہے)، اگر صاحبِ حیثیت ہیں تو مالی معاونت کر کے، تشہیر کے ذریعے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو متوجہ کر کے، خصوصی دعاؤں اور توجہات میں یاد رکھ کر اِس نیکی کے کام میں حصہ لے سکتے ہیں اللہ تعالیٰ علم دین ٹیم اور تمام معاونین کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کاوش کو پوری امت اور انسانیت کے لئے نافع بنائے (امین)

نوٹ: آئندہ الحق رسالہ قارئین کو بذریعہ وی پی ارسال نہیں کیا جائیگا، براہ کرم سالانہ ماہنامہ الحق زرتعاون بذریعہ منی آرڈر -/350 روپے بنام دفتر ماہنامہ الحق جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو ارسال فرمائیں اور خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ بھی ضرور تحریر کریں

(رابطہ نمبر 0315 9983366 جناب نثار محمد)

ادارہ

افکار و تاثرات بنام مدیر

۲۰ جنوری ۲۰۱۶ **خدمتِ قرآن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) پاکستان**

مقدس اوراق کی حفاظت

بخدمت جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زیدت مجدھم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! آپکے علم میں ہے کہ ملک بھر میں مقدس اوراق (اسمائے حسنیٰ، قرآنی آیات، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت زیادہ بے حرمتی ہو رہی ہے ان مقدس اوراق، شہید وضعیف قرآنی نسخہ جات کو محفوظ کرنے کا ملک بھر میں نہ ہی سرکاری طور پر کوئی انتظام ہے اور نہ ہی سماجی، مذہبی، سیاسی سطح پر کوئی منظّم انتظام ہے۔ ادارہ خدمت قرآن ٹرسٹ پاکستان جو کہ حکومت پاکستان سے منظور شدہ ادارہ ہے ملک بھر میں

(۱) عوام کو بذریعہ پروگرامات۔ میڈیا، لٹریچر اس غفلت سے بیدار کر کے اس اہم فریضے کی ادائیگی کا احساس پیدا کرنا چاہتا ہے۔ (۲) حکومت سے قرآن مجید کی طباعت اعلیٰ کوالٹی (کم از کم 80 گرام) پیپر پر کروانے کا بل منظور کروانا چاہتا ہے۔ (۳) حکومت سے تمام پیپر ملز پر عام ردی اوراق کے ساتھ شہید وضعیف قرآنی نسخہ جات ری سائیکل کرنے پر پابندی کا بل منظور کروانا چاہتا ہے۔ (۴) ملک بھر کے ہر ضلع میں ادارے کے لئے تقریباً 2 سے 5 کنال رقبہ لے کر قرآن محل بنا کر اس ضلع کی تمام مساجد و مدارس، سکول و کالجز، شہر و مضافات کے مقدس اوراق شہید وضعیف قرآنی نسخہ جات کو جمع کرنے اور کنوئیں کھود کر ان کی تدفین کرنے کا منظّم انتظام کرنا چاہتا ہے۔

جناب اقدس سے التماس خدمت ہے کہ اگر آپ اوراق مقدسہ کے تقدس کیلئے شرعی اور قانی طور پر ادارے کی اس ترتیب کو بہتر سمجھتے ہیں تو ان کوششوں میں تعاون فرمائیں اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(۱) ادارے کو اس کام کی تحریری اجازت مرحمت فرمائیں

(۲) ادارے کی مکمل سرپرستی فرمائیں۔

(۳) اسمبلی سے بل منظور کروانے میں ادارے کے ساتھ تعاون فرمائیں۔

امید ہے کہ جناب اقدس ادارے کی اس درخواست کی منظوری صادر فرما کر ملک بھر میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مقدسہ کے تقدس کیلئے ادارے کی حوصلہ افزائی فرمائیں گئے۔

جزاک اللہ العارض انتظامیہ: خدمتِ قرآن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) پاکستان

قاری محمد شاہ عفا اللہ

''خطبات مشاہیر'' روحانی نعمتوں کا خوان یغما

بخدمت شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب، دامت برکاتہم مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی!

''خطبات مشاہیر'' کی تیسری جلد میرے سامنے ہے۔ واقعی یہ جلد علمی روحانی، فکری اور نظری نعمتوں کا ایک خوان یغما ہے، اس جلد میں جن اکابرین کے گلہائے رنگارنگ کو جمع کیا گیا ہے، یہ وہ پھول ہیں جن پر بہار ہی بہار رہے گی ان کو خزاں کی کبھی ہوا تک بھی نہ لگے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے اس ایک ہی جلد میں میری تمام زندگی کی بہاروں کو سمیٹ لیا ہے، مشاہیر علماء کرام میں سے جن کی تقاریر کو اس جلد میں جمع کیا گیا ہے صرف امیر شریعت حضرت اقدس سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب تا جک رحمہ اللہ کی زیارت سے محرومی رہی، باقی تمام اساطینِ علم ومعرفت کی زیارت سے مشرف ہو چکا ہوں۔ بعض حضرات کی زیارت ایک بار اور اکثر حضرات کی زیارت سے بار بار ہوتی رہی اور ان کی مجالس میں حاضری اور انکی زبان فیض ترجمان سے سلوک وتصوف، تعلیم وتزکیہ، وعظ وارشاد، شریعت کے اسرار وحکم سن چکا ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ آپ نے ان گل ہائے رنگارنگ کو شائع کر کے اردو خوانوں پر عظیم احسان کیا ہے۔ جزاک اللہ خیرا

فقط والسلام

قاری محمد شاہ عفا اللہ

مہتمم جامعہ سیدہ فاطمہ الزہراء مراد پور تحصیل وضلع مانسہرہ

۶ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۷ جنوری ۲۰۱۶ء

جناب اشرف علی مروت، ایبٹ آباد

وہ دور جانے والی تیرے مرقد پر صدا رحمت ہو: (رفیقہ حیات کی یاد میں)

انکو ہم سے بچھڑے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں، وقت بذات خود ایک ایسا لطیف مرہم ہے جو انسان کے بڑے بڑے دلخراش اور اندوہناک واقعات کو ملیا میٹ کر دیتا ہے، مجھ ناچیز بلکہ سارے خاندان کو صرف احساس ہے کہ یہ واقعہ چند ایام ہوئے کہ ظہور پذیر ہوا ہے، میری اہلیہ مرحومہ کو دو سال قبل کچھ تکلیف ہوئی

معمول کا علاج نیورو سرجن اور دوسرے ڈاکٹروں سے جاری تھا، آخر یہ تکلیف دہ انکشاف ہوا کہ جگر کا کینسر ہے، اور ٹرمینل سٹیج بھی آخری حدود کراس کر چکی۔ بہرحال علاج سنت طریقہ ہے، اس کو ''الشفا'' ہسپتال اسلام آباد شفٹ کیا گیا، لیکن ڈاکٹروں کی پوری ٹیم شب وروز محنت کے باوجود اس کو موت کے خونین چنگل سے نہ چھڑا سکی، موت یقینی ہے، جس کا سب انسان چاہے مسلمان ہوں یا مشرک سب اقرار کرتے ہیں لیکن الحمدللہ موت سے قبل مرحومہ مغفورہ نے مجھ سے کلمہ طیبہ پڑھنے کی درخواست کی اور میرے پیچھے دو مرتبہ اس نے کلمہ کا ورد کرتے ہوئے جان آفرین کے سپرد کیا۔ یہ سب جمعہ بوقت عصر ۱۳/۱۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو ہوا۔ اسکو دوسرے دن اپنے آبائی قبرستان میں دفنایا گیا، میرے بیٹے حافظ فرحان علی کا بیان ہے کہ جوں ہی جسد خاکی کو لحد میں رکھا گیا، اس کا چہرہ خود بخود قبلے کی طرف ہوگیا۔ مرحومہ نہ صرف صوم وصلوۃ کی پابند تھی بلکہ پکی تہجد گزار تھی، مجھ ناچیز کو بھی اٹھاتی، اور صبح اذان کی وجہ سے سارے بچوں کو نماز باجماعت کے لئے اٹھا کر تلقین کرتی، غیبت اور فضول باتوں سے پرہیز کرتی، تسبیح ہر وقت ہاتھ میں ہوتی اور ذکر اللہ کرتی، افسوس صد افسوس! ایسی اللہ والی نیک اور پاکدامن خاتون بہت کم ہوئی ہیں، اس دار جہاں میں۔

یہ ناچیز شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا تہہ دل سے مشکور ہے کہ جنہوں نے مرحومہ مغفورہ کے لئے دارالحدیث میں اجتماعی دعا کا اہتمام کیا اور ایصال ثواب کیا گیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا کا سایہ دارالعلوم پر دیر تک قائم رکھے، اور اس کی عمر، ایمان، قلم، صحت میں برکت عطا فرمائے، مولانا عبدالقیوم حقانی کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے قرآن مجید کے کافی ختم کراکے اور اجتماعی دعاؤں کا انتظام فرمایا۔ اگرچہ ہمارے بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کے دل مرحومہ کے جدائی ہو، سخت غمگین اور اب بھی زخمی ہیں لیکن ایسے منامی مبشرات اور دعاؤں کا سن کر دل باغ باغ ہوجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی قبر مرقد پر ہزاروں لاکھوں رحمتیں نازل فرمائیں، اور ہم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ امین ☆☆

منبر حقانیہ سے

خطبات مشاہیر (دس جلد)

آپ اب گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک بھی منگوا سکتے

رابطہ نمبر: 0345 9414977 ۔ 0333-9102368

قیمت بمع ڈاک خرچ: ۲۵۰۰ سو روپے

بغیر ڈاک خرچ ۲۲۰۰ سو روپے

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

گورنر کے پی کے جناب اقبال ظفر جھگڑا کی مولانا سمیع الحق سے انکی رہائش گاہ پر ملاقات:

۱۳۔دسمبر کو جناب اقبال ظفر جھگڑ گورنر کے پی کے مولانا صاحب سے خصوصی ملاقات کیلئے گھر پر تشریف لائے، مولانا مدظلہ نے ان کو فاٹا اصلاحات ،افغان مہاجرین کی باعزت واپسی اور خصوصاً شمالی وزیرستان کے متاثرین کی بحالی ،نقصانات کے ازالہ اور دیگر امور پر توجہ دلائی، گورنر سے ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی حضرت مہتمم صاحب کی رہائش گاہ پر آمد

۳۰ دسمبر کو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ،امیر جمعیۃ علماء اسلام (ف) کی حضرت مہتمم صاحب اور نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لائے ۔انہوں نے سب سے پہلے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھی، پھر حضرت مہتمم صاحب کی رہائش گاہ پر اہم سیاسی ،قومی اور بین الاقوامی امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا،اس موقع پر حضرت نائب مہتمم صاحب کی خوشدامن کیلئے دعائے مغفرت بھی کی گئی۔

افغانستان کے اشرف غنی کے خصوصی نمائندہ وسفیر ڈاکٹر حضرت عمر ضاخیل وال کی آمد

۲۱ دسمبر کو افغانستان کے سفیر برائے پاکستان ڈاکٹر حضرت عمر ضاخیل وال نے اکوڑہ خٹک آ کر جمعیۃ علماء اسلام اور دفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور افغانستان کی صورتحال سمیت دیگر اہم امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا اور افغانستان اور پاکستان کے دوطرفہ تعلقات اور پائیدار مستحکم امن کے قیام پر دو گھنٹے تک مختلف تجاویز زیر بحث آئے۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

۲۸ نومبر کو دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس لاہور میں حضرت مہتمم صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں سندھ اسمبلی کی غیر اسلامی اور غیر آئینی بل کو واپس لینے کا مطالبہ کیا گیا۔قائدین دفاع پاکستان کونسل نے سندھ اسمبلی کے اس اقدام کو قرآن وسنت اور آئین سے غداری قرار دیا۔

۵ دسمبر کو بڈھ بیر پشاور میں دارالعلوم صدیقیہ ازی خیل اور دارالعلوم بڈھ بیر تشریف لے گئے جہاں مختلف اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

دارالعلوم حقانیہ کے وسیع ہال ''ایوان شریعت'' میں تقسیم انعامات کی تقریب

۸۔دسمبر: دارالعلوم میں تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی جس میں ششماہی امتحان میں مختلف شعبوں اور درجات کے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات دیئے گئے۔اس موقع پر دارالعلوم حقانیہ سے منسلک تمام شعبوں درس نظامی، شعبہ حفظ و تجوید، فقہ افتاء اور حدیث کے سپیشلائزیشن (تخصص) شعبہ حقانیہ ہائی سکول شعبہ کمپیوٹر کے طلبہ موجود تھے۔تقریب سے نائب مہتمم مولانا انوارالحق اور دیگر اساتذہ نے بھی خطاب کیا۔

تحفظ علماء و مدارس کنونشن لاہور میں شرکت

۱۸ دسمبر کو لاہور میں جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام منعقدہ 'تحفظ علماء و مدارس کنونشن' سے خطاب کیا۔

دورہ بہاولپور و جنوبی پنجاب

۲۵۔۲۶۔دسمبر: جمعیت علماء اسلام س پنجاب کی دعوت پر بہاولپور اور پنجاب کے جنوبی اضلاع کا دورہ کیا، جس میں تحفظ مدارس کنونشن میں ہزاروں کارکنوں سے خطاب فرمایا جبکہ اس کے بعد بہاولپور کے بڑے مدارس جامعہ نظامیہ، جامعہ عباسیہ، جامعہ علوم قدسیہ، جامعہ مدنیہ اور جامعہ عبداللہ ابن عباس میں طلبا کے اجتماعات سے خطاب بھی کیا۔

ضلع صوابی و لاہور کا سفر

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما غازی ظہیرالدین بابر کے برخوردار عبداللہ بابر کے دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے گئے اسی طرح ضلع صوابی میں سابق وزیر تعلیم مولانا فضل علی حقانی کے فرزند مولانا محبوب احمد غازی و دیگر برادران کے دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔

مسافران آخرت

حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی خوشدامن صاحبہ کا گزشتہ دنوں جہانگیرہ میں انتقال ہوا۔مرحومہ ان کے ماموں زاد بھائی مولانا لطف الرحمٰن کی اہلیہ تھیں، مولانا لطف الرحمٰن نے حضرت شیخ الحدیثؒ کے ساتھ دارالعلوم دیوبند میں رہے تھے اور استفادہ کرتے رہے۔نماز جنازہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے پڑھایا اور کثیر تعداد میں علماء فضلا و سیاسی زعما نے شرکت کی۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

- **علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات** مؤلف: حافظ ظہور احمد الحسینی

ضخامت: ۱۴۴ صفحات ناشر: خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

زیرتبصرہ کتاب ''علماء دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات'' میں مولانا ظہور الحسینی نے مولانا زبیر علی زئی کے ان تمام اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جسمیں انہوں نے علماء دیوبند کو مورد الزام ٹھہرایا تھا مولانا ظہور احمد صاحب مولانا زبیر علی زئی پر اس سے قبل بھی دو کتابیں لکھ چکے ہیں، جس میں تناقضات زبیر علی زئی اور ''آ ثار السنن'' پر زبیر علی زئی کے الزامات کی حقیقت شامل ہے۔ زیر نظر کتاب میں انہوں نے مولانا زبیر علی زئی کے علماء دیوبند پر لگائے گئے تمام الزامات کا بھر پور ٹھوس علمی جوابات دیئے ہیں اور حقائق کی غیر جانبدارانہ نقاب کشائی فرمائی ہے طباعت واشاعت کے تمام امور معیاری ہے صاحب ذوق حضرات اس کتاب سے بھر پور استفادہ کرسکتے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو عام وخاص کیلئے نافع بنائے۔ آمین (مبصر: محمد اسلام حقانی)

- **مجلّہ کرّم** سرپرست اعلیٰ: پروفیسر محمد ارشد

ضخامت: ۳۶۰ صفحات ناشر: گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بنوں

زیرتبصرہ مجلّہ خیبر پختونخوا کے ضلع بنوں کے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بنوں کا ترجمان ہے، مجلّہ تین حصوں پر مشتمل ہے، ایک حصہ پشتو، دوسرا اردو اور تیسرا انگریزی میں ہے۔ موضوعات میں بھی کافی تنوع ہے، ادب، سائنس، اسلامیات، پاکستانیات، اخلاقیات، سیاسیات، عمرانیات، تاریخ، تصوف، نصابیات، جدید ٹیکنالوجی اور نفسیات جیسے اہم عناوین کے تحت تحقیقی اور تخلیقی مضامین شامل ہیں، مجلّہ میں شامل نگارشات کے موضوعاتی رنگا رنگی، فکری گہرائی، اصلاحی جذبے، اسلوبیات کشش اور تحقیقی معیار کو دیکھتے ہوئے یہ مجلّہ پاکستان کے چند علمی مجلّات کی صف میں شامل ہونے کے لائق ہے۔ پروفیسر شوکت محمود، پروفیسر وہاب اعجاز، پروفیسر جاوید خان اور پروفیسر شیر بالی شاہ اور پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اس علمی مجلّہ کے نکالنے پر ہم سب کی طرف سے شکریہ اور تحسین کے مستحق ہیں (مبصر: صاحبزادہ عبداللہ)